عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۹ | ۸تا۱۵/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳تا۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء | شمارہ:۱۲

تدریجی نبوّت کا سوانگ

یہودیت کی کشمکش

مراق کی کرشمہ سازی

ہماری بداعمالیوں کی سزا

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.
http://www.khatm-e-nubuwwat.

مردہ میں روح کب لوٹتی ہے؟

سیّد شاہ عالم زمرد، راولپنڈی

س:...... مرنے کے بعد قبر میں کتنے لمحوں کے بعد کون سے سوال فرشتے کرتے ہیں؟

ج:...... فیکس ٹائم تو معلوم نہیں تاہم صحیح بخاری میں ہے کہ مردے کو دفن کرنے والے ابھی وہاں ہوتے ہیں کہ مردہ میں روح لوٹادی جاتی ہے اور وہ چلنے پھرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔

س:...... اعمال صالحہ کی بنیاد کیا ہے؟

ج:...... ایمان، توحید خالص، فرائض شرعیہ یہ بنیادی اعمال صالحہ ہیں۔

بیماری کی وجہ سے قضا شدہ نمازیں

حاجی محمد اشرف، راولپنڈی

س ا:...... مولانا صاحب پچھلے سال ٹھنڈ کی وجہ سے میرے پھیپھڑوں پر اثر پڑ گیا، جس کی وجہ سے بہت کھانسی ہوئی، بستر پر تقریباً ۶ ماہ کا عرصہ لگ گیا، دس قدم بھی نہیں چل سکتا تھا، بے حد کمزور ہوگیا، نماز چھوٹ گئی، کوشش کرتا تھا، تکلیف ہوجاتی تھی، جب ذرا آرام آیا، تو نماز شروع کردی، بس صبح کی نماز ٹھنڈ اور کمزوری کی وجہ سے اب پڑھ سکتا ہوں جو کہ مجھے قضا پڑھنی پڑتی ہے، اب بھی صبح کو کھانسی اور بلغم آتا ہے، کیا قضا نماز (صبح) کی قبول ہوجائے گی؟

۲:...... جناب والا! جوانی میں ایک بڑا گناہ ہوگیا تھا، پاگل وقت تھا، لیکن اس کا بہت افسوس ہوا، بعد میں نکاح کرلیا تھا، اس کے متعلق فرمائیں، اس کے بعد توبہ کی آج تک یعنی عمر ۷۸ سال ہے، بالکل نزدیک نہیں گیا، ہر نماز میں توبہ کرتا ہوں؟

ج:...... بیماری اور معذوری کی وجہ سے جو نمازیں رہ گئی تھیں ان کو آہستہ آہستہ قضا کرنا شروع کردیں، اگر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر اگر بیٹھ کر نہیں تو لیٹ کر پڑھا کریں مگر نماز نہ چھوڑا کریں، اسی طرح فجر کی نماز میں اگر وضو کرنے سے ٹھنڈ لگتی ہو اور آپ اس کو برداشت نہ کرسکیں یا بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو آپ تیمم کرکے نماز پڑھا کریں مگر قضا نہ کیا کریں، تاہم جو قضا ہوگئی ہوں ان کو ادا کریں انشاء اللہ قبول ہوں گی۔

۲:...... جوانی میں جو گناہ ہوگیا تھا اور اس سے آپ نے صدق دل سے توبہ کرلی تو سمجھیں کہ وہ گناہ معاف ہوگیا ہے۔ اب آپ چونکہ عمر رسیدہ اور بوڑھے ہیں تو امید رحمت زیادہ رکھیں، جوانی میں خوف کا اور بڑھاپے میں امید کا غلبہ ہونا چاہئے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

علاماتِ قیامت

ملا خان محمد لہڑی، مچھ

س:...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بارے میں کون کون سی نشانیاں بیان کی ہیں؟ اس بارے میں آپ صاحب! تفصیلاً ہماری راہنمائی کیجئے۔

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے وقت کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی تو نہیں فرمائی۔ البتہ اس کی علامتیں ضرور بتلائی ہیں، پھر ان علامات قیامت کی دو قسمیں ہیں، ایک ہیں علاماتِ صغریٰ اور ایک ہیں علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں، چھوٹی علامتیں تو بہت سی ہیں، البتہ جن بڑی بڑی علامتوں کی نشاندہی فرمائی ہے، ان میں سے ایک مہدی کا آنا، دجال کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے دجال کے قتل کے لئے نازل ہونا، زمین کا اپنے خزانے اگل دینا، دابۃ الارض کا نکلنا، یمن سے ایسی آگ کا نکلنا جو لوگوں کے پیچھے چل کر ان کو حجاز کی طرف لے جائے گی، اسی طرح جزیرۃ العرب میں لوگوں کے خسف اور مسخ کا واقع ہونا وغیرہ۔

Powered by : www.khatmm-e-nubuwwat.info

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — ۱۵تا۸/ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳تا۳۱/ مارچ ۲۰۱۰ء — شمارہ:۱۲

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

توہین رسالت کی سزا	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
یہودیت کی کشاکش	۷	مفتی ہدایت اللہ القاسمی
ہماری بداعمالیوں کی نحوست	۱۱	جناب ابوفراز صاحب
تدریجی نبوت کا سوانگ	۱۴	مولانا سہیل ممتاز
مراق کی کرشمہ سازی	۱۷	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
مرزا قادیانی بمقابلہ عبداللہ آتھم	۲۲	اعجاز احمد خان سنگھانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث   گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

شفاعت کا بیان

قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، صلحاء اور ملائکہ کا شفاعت کرنا برحق ہے، اور اس کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں، جو معنیً متواتر ہیں، اور یہ شفاعت کئی قسم کی ہوگی۔

اوّل شفاعتِ کبریٰ:... یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے کہ محشر کے دن کی ہولناکیوں اور حساب و کتاب کے بند ہونے کی وجہ سے اہلِ محشر اس قدر پریشان ہوں گے کہ لوگ یہ آرزو کریں گے کہ حساب و کتاب کھل جائے خواہ انہیں دوزخ میں ہی بھیج دیا جائے۔ اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ اہلِ ایمان کے دل میں یہ بات ڈالیں گے کہ کسی برگزیدہ ہستی سے اس بندش کو کھلوانے کی سفارش کی جائے، چنانچہ باری باری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات) کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور یہ سب حضرات جلالِ الٰہی کے رعب سے اس پر آمادہ نہیں ہوں گے، بالآخر سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کی درخواست کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درخواست کو قبول فرماکر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوں گے، طویل سجدے کے بعد آپ کو شفاعت کا اِذن ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حساب و کتاب شروع ہوجائے گا، یہی وہ "مقامِ محمود" ہے جس کا قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے: "عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" چونکہ یہ شفاعت تمام اہلِ محشر کے حق میں ہوگی، اس لئے تمام اوّلین و آخرین اس پر آپ کی مدح وثنا کریں گے۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے بہت سے لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جانے کی شفاعت فرمائیں گے، جس کا بیان اسی حدیثِ بالا کے آخر میں ہے، اور بعض اکابر کے نزدیک یہ شفاعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔

سوم:... بہت سے اہلِ جنت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کے درجے سے بڑھ کر مقاماتِ عالیہ اور درجاتِ رفیعہ عطا کئے جائیں گے۔

چہارم:... بہت سے لوگ جن کی نیکی اور بدی کا پلہ مساوی ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

پنجم:... بہت سے لوگ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے جہنم کے مستحق ہوں گے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے معاف کردیا جائے گا اور جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ششم:... بہت سے گنہگار جو جہنم میں جاچکے ہوں گے ان کے حق میں شفاعت ہوگی اور انہیں جہنم سے نکال لیا جائے گا، یہ شفاعت تمام انبیائے کرام، ملائکہ عظام اور صلحاء کے درمیان مشترک ہے۔

ہفتم:... بعض اہلِ دوزخ کے عذاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے تخفیف ہوگی، جیسا کہ ابوطالب کے بارے میں احادیث میں وارد ہے۔

ہشتم:... جنت کا دروازہ کھولنے کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، اور سب سے پہلے آپ ہی کے لئے کھولا جائے گا۔

ان شفاعتوں کے علاوہ بعض خاص اعمال والوں کے لئے بھی وعدۂ شفاعت احادیث میں آیا ہے، مگر یہ مندرجہ بالا صورتوں ہی میں داخل ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار)

☆☆......☆☆

امت کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا پیغام لے کر آیا، اس میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا کہ میں ان دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلوں، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نصف امت کو جنت میں داخل فرمادیں، یا یہ کہ مجھے شفاعت کا موقع ملے، تو میں نے حق شفاعت کو اختیار کرلیا اور میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو (ایمان اور توحید کی میری دعوت کو قبول کرکے) اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے۔"

(ترمذی وابن ماجہ، معارف الحدیث، ج:۱، ص:۲۵۱)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

توہین رسالت پر مبنی ایس ایم ایس کرنے پر

توہین رسالت کی سزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ ایک عرصہ سے اسلام دشمن قوتوں نے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے، چنانچہ ایک طرف اگر بین الاقوامی طور پر یہود و نصاریٰ نے توہین آمیز خاکے بنانے اور ان کی اشاعت کا ناپاک اور غلیظ مشغلہ اپنا رکھا ہے تو دوسری طرف ان کی تقلید میں پاکستان کے قادیانیوں اور عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کو کرب و اذیت میں مبتلا کرنے کے لئے موبائل فون پر توہین رسالت پر مبنی پیغامات کی صورت میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے اور ان کو مشتعل کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔

چنانچہ متعدد پیر و جوان اور مرد و خواتین کی جانب سے آئے دن اس قسم کی شکایات سننے میں آرہی ہیں کہ نامعلوم موبائل فونوں سے ایسے ایسے غلیظ اور تکلیف دہ پیغام موصول ہو رہے ہیں کہ ان کو زبان پر لانا تو کجا؟ ان کو پڑھنا اور دیکھنا بھی مشکل ہے، بلاشبہ ایک مسلمان گردن کٹوانا گوارا کرسکتا ہے مگر ایسے توہین آمیز پیغامات کو احاطۂ تحریر و بیان میں لانا گوارا نہیں کرسکتا۔

عموماً وہ مسلمان جو ایسی صورت حال سے مجبور ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں یا وہ براہ راست قانون و عدالت تک رسائی کی طاقت رکھتے ہیں، ایسے حضرات کی معمولی سی ہمت و جرأت سے توہین رسالت کے مرتکب موذیوں کے خلاف کسی حد تک کارروائی ہوجاتی ہے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا بندوبست ہوجاتا ہے، لیکن جو حضرات اتنا بھی ہمت نہیں کرتے یا بیوروکریسی ان کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے یا پھر پولیس و انتظامیہ ان کا ساتھ نہیں دیتی تو وہ ہاتھ ملتے اور دانت پیستے ہی رہ جاتے ہیں۔

ہم ایسے تمام حضرات کی خدمت میں... جو دینی و مذہبی اُمور اور بطور خاص ناموس رسالت کے تحفظ کے معاملہ میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں... عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر بالفرض آپ کی یا آپ کے خاندان کی عزت و ناموس پر کوئی حملہ کرے یا آپ کے مال و اسباب پر ہاتھ صاف کرنا چاہے تو کیا اس پر بھی آپ ایسی ہی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کریں گے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو کیا خدانخواستہ

آ قائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا معاملہ آپ کی یا آپ کے خاندان کی عزت و ناموس یا مال و دولت کی اہمیت سے بھی کم ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو از راہ کرم اس سلسلہ میں بھی کسی سستی اور کاہلی کو قریب نہ آنے دیا جائے، بلکہ ایسے موذیوں کے خلاف ڈٹ کر میدان میں آ جانا چاہئے انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ اگر بالفرض کسی وجہ سے آپ اس معاملہ میں ناکام بھی ہو جائیں گے تو عند اللہ ضرور سرخرو ہوں گے اور کل قیامت کے دن آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی بھی نہیں اٹھانا پڑے گی۔ دیکھئے اسی طرح کے ایک معاملہ میں ایک صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ کیا تو بحمد اللہ تمام رکاوٹوں کے باوجود عالمی مجلس کے کارکنان نے توہین رسالت و توہین صحابہ پر مبنی پیغام بھیجنے والے موذی کے خلاف بھرپور قدم اٹھایا اور اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیا۔ لیجئے اس سلسلہ کی روزنامہ اسلام اور روزنامہ امت کی بالترتیب خبریں ملاحظہ ہوں:

''کراچی (کورٹ رپورٹر) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (جنوبی) جنگو خان نے توہین رسالت اور توہین صحابہ کے مجرم عیسائی قمر ڈیوڈ کو توہین آمیز ایس ایم ایس بھیجنے کا جرم ثابت ہونے پر ۲۸ سال قید کی سزا سنادی، جبکہ شریک ملزم منور قادیانی کو عدم ثبوت کی بنا پر رہا کر دیا گیا۔ ملزم قمر ڈیوڈ نے مدعی مقدمہ مقامی ٹریول ایجنٹ خورشید احمد خان کو موبائل فون پر ایس ایم ایس کے ذریعے توہین رسالت اور توہین صحابہ پر مبنی پیغام بھیجے جس پر کراچی پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو صدر کے علاقے لائنز ایریا سے گرفتار کر لیا جبکہ سم کے مالک منور قادیانی کو پنجاب کے علاقے ساہیوال سے گرفتار کیا گیا۔ عدالت نے ملزم قمر ڈیوڈ کو جرم ثابت ہونے پر ۲۸ سال قید کی سزا سنائی جبکہ ملزم منور قادیانی کو عدم ثبوت کی بنا پر رہا کر دیا۔ مقدمے میں علامہ احمد میاں حمادی سمیت ۶ جید علماء کرام گواہ تھے۔ ملزم قمر ڈیوڈ کا وکیل مقدمے کی پیروی کے لئے لاہور سے آتا تھا۔ وکیل استغاثہ منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے اس موقع پر بتایا کہ ملزم منور قادیانی کی بریت کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کریں گے کیونکہ ایس ایم ایس کے لئے استعمال ہونے والی سم اسی کے نام پر رجسٹرڈ ہے۔''

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۶/فروری ۲۰۱۰ء)

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج جنوبی جنگو خان راجپوت نے توہین رسالت کے ملزم کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ قمر ڈیوڈ مسیح نے ۲۰۰۶ء میں موبائل فون سے مدعی خورشید احمد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق توہین آمیز میسج بھیجا، جس پر خورشید احمد نے تھانہ میں قمر ڈیوڈ کے خلاف مقدمہ درج کرایا تھا۔ ملزم کے خلاف علامہ احمد میاں حمادی، قاضی احسان احمد اور رانا محمد انور نے گواہی دی تھی جبکہ مقدمہ کی تفتیش ایس پی چوہدری اسلم نے کی تھی۔ مدعی مقدمہ کی جانب سے تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور نامور قانون دان منظور احمد راجپوت پیش ہوئے جبکہ ملزم کی جانب سے پیروی لاہور کے چوہدری سلیم مسیح نے کی۔''

(روزنامہ امت کراچی، ۲۶/فروری ۲۰۱۰ء)

اس مقدمہ کے تناظر میں جہاں توہین رسالت کے مجرموں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ آئندہ کسی بدبخت نے ایسی شر انگیزی کی تو اس کا انجام بھی قمر ڈیوڈ سے مختلف نہیں ہوگا۔ اسی طرح اس سے مسلمانوں کی بھی ہمت و جرأت میں اضافہ ہونا چاہئے کہ اللہ کے نبی کا باغی انشاء اللہ قانون کی گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتا، بشرطیکہ ہم تھوڑی سی ہمت و جرأت سے کام لیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

یہودیت کی کشاکش

مفتی ہدایت اللہ القاسمی بلرام پوری

کسی بھی حقیقت یا امرِ واقعی کو جانچنے، پرکھنے، کسوٹی پر اتارنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے آلہ اور تھرمامیٹر ناگزیر ہے، بغیر اس میزان وترازو کے، کسی بھی شے کی اصل حقیقت معلوم نہیں کی جاسکتی، خواہ کہ وہ حقیقت یا امرِ واقعی اشیاء محسوسات میں ہوں یا اشیاء غیر محسوسات میں سے، بہرحال یہ راز اور بھید طے شدہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہوکر انصاف پسندی اور اعتراف حقیقت کے ساتھ، جب کسی شے کی اصلیت دریافت کی جائے گی تو وہ اپنی تمام قسموں، شعبوں اور انواع کے ساتھ جستجو کرنے پر منکشف ہوگی، لیکن اس کے برعکس و برخلاف اگر اعتراف حق سے عاری و خالی ہوکر، عدل کا چشمہ آنکھوں سے ہٹاکر، آزاد خیالی کے ساتھ، حقیقت کی گیرائی وانتہا، تک پہنچنے کی کوشش کی جائے، تو یہ، نا صرف یہ کہ دشوار گزار ہے، بلکہ امر محال اور ناممکنات میں سے ہے، مثلاً ایک شخص تجدد پسند اور ترقیات کا دل دادہ و دل فریفتہ ہے، نت نئی چیزوں کے حصول میں اس کا ضمیر دوڑتا ہے، تو اس کو یہ امید وبیم، چاہت وخواہش، اس وقت تک اس کے حصول یابی کی اصل راز، اور انتفاع کی ضمانت نہیں دے سکتی، جب تک اسے اس بات کا کامل یقین واعتماد نہ ہو کہ اس کے واضع اور صانع نے کارخانہ اور فیکٹری کے اندر، اس کی صنعت گری فلاں مقصد اور فلاں غرض سے کی ہے، اور صانع اور موجد کو یہ اعتراض ومقاصد مطلوب ہیں: اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ہماری اس چودھویں صدی کے اندر، سائنس اور جدید ٹیکنالوجی نے اس قدر اہمیت، شہرت اور مقبولیت حاصل کرلی ہے جس کی مثال دنیا کی قدیم تاریخ میں بھی نہیں ملتی۔ جدید سائنسی علوم وفنون میں اپنی توانائی اور قوت ذہنی صرف کرنے والے، مفکروں، مدبروں اور دانشوروں نے ایک نیا آلہ ایجاد کیا ہے، جسے بین الاقوامی معاشرے کے اندر کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ مختلف الانواع واقسام آسامیوں سے جانا جاتا ہے، اب اگر کوئی شخص یا فرد بشر مجموعی طور سے ان کے مادی وجود و میٹریل اور افادۂ عام وخاص ہونے کا انکار کر بیٹھے اور ان کے فوائد واثرات، نتائج وثمرات سے چشم پوشی کرلے تو وہ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی لوگوں کی نظروں میں کس قدر غیر منصف، بے شعور اور خطا کار ہے کہ اس نے اتنے بڑے ٹیکنیکل سے بیزاری ظاہر کرکے اپنی سطحی ذہنیت اور کنویں کے مینڈک ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

کچھ ایسے ہی معاملہ کائنات عالم میں بناہ گزیں، رہنے بسنے والے حضرت انسان کا ہے کہ رب دو جہاں نے اس کو پیدا کرکے، جدید ٹیکنیکل و کمپیوٹر سے کہیں زیادہ ارفع واعلیٰ مقام عطا کیا ہے، بلکہ یوں کہئے کہ پوری کائنات کے ساتھ انسانیت کو بے نمونہ پیدا کرکے اپنی صنعت وکاریگری اور حسن تخلیق کا مظہر پیش کیا ہے تو گویا کہ وجود انسانیت پوری کی پوری مظہر خالق کا آئینہ دار ہے اور اس میں کدا کی خلقت وفطرت کے بے شمار گر بدرجہ اتم موجود ومشہود ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ نے کائنات کے ہر ذرہ کو پیدا کیا ہے بعینہٖ اس کو اسی طرح بامقصد ومستفاد اور قابل نتائج وثمرات بھی بنایا ہے، اب یہ ذمہ داری انسانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے فہم وادراک، کسب وحصول، تدبر وتفکر کا سہارا لے کر اپنی ذات سے من کل الوجوہ استفادہ کریں تاکہ ان کی ذات کی تخلیق کا مقصد ان کے روبرو آسکے اور ہر چند کوشش کے بعد بھی انسان مایوسی و ناکامی کا شکار نہ ہو۔

جب یہ بات طے ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو بغیر نمونہ وآئیڈیل کے پیدا فرمایا ہے اور کائنات عالم میں سب سے اشرف واعلیٰ اور مہتم بالشان مخلوق، انسانی تخلیق وپیدائش کو قرار دیا اور اپنی الفت ومحبت اور مودت کا مرکزی نقطہ بھی اس کی طرف منسوب کیا اور اسے ہر طرح کی شرافت، اعزاز واکرام جو اس کے لئے موزوں ومناسب تھا عطا فرمایا اور اس کو ایسا حسن وجمال اور خوبصورتی کا شاہکار و ماہتاب بنایا، جس سے دنیا کی مختلف الانواع ومتنوع مخلوق پر فوقیت، برتریت اور افضلیت کا سکہ جم گیا،

چنانچہ زبان حق گویا ہے:

''لقد خلقنا الانسان فی احسان تقویم۔'' (التین:۴)

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔''

اور اس (انسان) کی گوناگوں مشغولیات، فرائض منصبی اور متنوع ذمہ داریوں کی ایسی آب پاشی کی جس سے انسانی تخلیق کے اندر نکھار و شفافیت پیدا ہوگئی، انسان کو انسانیت سے نکھارنے والا ایک بہت قیمتی اور نایاب وصف ہے، جس نے اس کو فرشتوں سے بھی آگے بڑھادیا، جسے اسلامی سوسائٹی دینی معاشرے اور انسانی تہذیب وتمدن، ترقی وعروج میں ''خیر وشر'' سے موسوم کیا جاتا ہے، جو اصلاً یا تو اس کے مادۂ خیر میں شامل وشریک ہے یا اس کا اس سے چولی دامن کا ساتھ ہے، جو اس کو نیکیوں کے کرنے اور برائیوں، بدکاریوں سے بچنے میں معین ومددگار ہے، کیونکہ اسباب خیر واعمال صالحہ کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اس نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی ذات سے روشناس کرایا ہے اور عوامل شر کا لازمی نتیجہ خدا سے پھیر کر غیر اللہ کی جانب راہنمائی کرتا ہے۔

جب انسانوں کے اندر ''خیر وشر'' دونوں کے اسباب وعوامل اور محرکات بجا طور پر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محترم ومقدس کتاب کے اندر تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ زبان راست گو یوں ارشاد فرماتی ہے:

''وھدینہ النجدین۔''

(البلد:۱۰)

ترجمہ: ''اور (پھر) ہم نے اس کو دونوں رستے (خیر وشر) کے بتلادیے۔''

اس قاعدہ کلیہ سے حاصل شدہ اور وجود میں آنے والا ثمرہ نکل آیا کہ کاہلی، سستی، بےفکری اور لاابالی پن جو شر سے پیدا ہونے والی علتیں اور امراض ہیں، جو ہوائے نفس، دل کی چاہت اور نفسانی خواہشات کی طرف محرک ہیں، لہٰذا ان مذکورہ اسباب و وجوہات کے ہوتے ہوئے، ایسے حالات وماحول میں ضرورت تھی کسی ناخدا، کامل و وافر، مکمل ومجسم اور طاہر ومطہر انسان کی، جو پوری انسانیت کی ڈگمگاتی کشتی کو انسانی زندگی کے تھپیڑوں اور موجوں سے نکال کر راہ خدا کی جانب گامزن کرتا اور راہ مستقیم کی صحیح اور درست سمت متعین کرتا، اس مقصد اور امید وبیم کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی سسکتی اور تڑپتی روح کو، سکون واطمینان دینے کے لئے انبیاء کرام کے ایک طویل ومدید سلسلہ کی ابتدا کی، ابوالانسان حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرمایا اور نبیوں کا ایک دراز سلسلہ جاری رکھ کر اس کی انتہاء امام الانبیاء سرکار دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی، اس بڑی لمبی وطویل مدت کے درمیان انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے تقریباً کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس صفحۂ گیتی پر تشریف لائے اور سب کا مشن بندوں کے مابین اللہ کی ذات کا تعارف، اور اس کے ہر چھوٹے بڑے حکم کو بجالانا اور اپنی لاچاری وبےبسی کا اعتراف کرنا تھا۔

مفکر اسلام مولانا علی میاں ندویؒ اس موضوع پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

''نبوت ایک ایسا آفتاب عالمتاب تھی، جس کی کرنیں کائنات کے گوشہ گوشہ کو منور کرتی تھیں اور دلوں کو روشنی وحرارت اور زندگی وقوت بخشتی تھیں، اس لئے بہت کم وقت میں (لیکن بہت بڑی تعداد اور بہت بڑے رقبہ میں) خالق ومالک سے اس کے بندوں کا رشتہ استوار ہوتا اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوتی وہ غفلت اور سستی اور جہالت وگمراہی کی پستیوں سے نکل کر علم وحکمت، عالی حوصلگی وبلند ہمتی، وصول وکمال اور قرب وولایت کی آخری بلندیوں تک پہنچ جاتا، نبوتوں کا یہ سلسلہ برابر قائم رہا، یہاں تک کہ کچھ وقفہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوتی (تمام انبیاء کرام میں) آپ کی شخصیت سب سے زیادہ طاقتور، آپ کی دعوت سب سے زیادہ جامع اور مکمل اور آپ کی صحبت اس قدر کیمیا اثر تھی کہ اس کی وجہ سے شدید سے شدید عداوت بھی محبت وفنائیت میں، خدا سے دوری ومہجوری اور بعد ووحشت، اس کے قرب ووصال اور انس والفت میں تبدیل ہوجاتی تھی، آپ کی صحبت میں لوگوں کو ایسا محسوس ہوتا تھا، جیسے کوئی برقی لہر ان کے وجود میں دوڑنے لگی، وہ چند لمحوں کے اندر ظن وتخمین سے گزر کر ایمان ویقین کی بڑی سے بڑی منزل طے کر لیتے تھے، اس وقت امت میں آپ کا مبارک وجود وصول الی اللہ اور قرب وولایت کا سب سے طاقتور ذریعہ تھا۔''

نبوت ورسالت، پیغمبر وپیمبری، نبیوں کے انتخاب وچناؤ اور تعیین وتخصیص کا یہ طویل سلسلہ ابوالانسان پیغمبر اول حضرت آدمؑ سے چل کر امام الاولین والآخرین محبوب کبریا، تاجدار حل وحرم اور پوری اسلامی سوسائٹی کے بادشاہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری وساری رہا اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پورے دین اور مکمل اسلامی سوسائٹی اور اپنے انعامات کی تکمیل فرمادی:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے بطور دین کے اسلام کو پسند کرلیا۔"

اور آپ کی محبوب و مالوف برگزیدہ ومنتخب، چیدہ وچنیدہ اور مختار و ممتاز شخصیت پر سلسلہ نبوت کو ختم و پورا فرمایا:

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، البتہ اللہ کے رسول (اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔"

مولانا علی میاں ندویؒ اپنی ایک تحریر میں اس کی تصویر کشی اس طرح فرماتے ہیں:

"آپؐ کے بعد اس زمین کا آسمان سے وہ رشتہ ختم ہوگیا، جو نئی وحی اور نئی رسالت کے لئے قائم ہوا تھا، ختم نبوت اور وحی و رسالت کے انقطاع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس کی ضرورت تھی کہ اس خلا کو پُر کیا جائے، جس کے ذریعہ مخلوق و خالق کے درمیان براہ راست اور مضبوط تعلق قائم ہوا تھا، ان کے قلوب سے ایمان و حکمت اور روحانی قوت کے چشمے پھوٹتے تھے، اور دیکھتے دیکھتے وہ ایمان و یقین اور قرب و ولایت کی آخری اور بلند ترین سطح تک پہنچ جاتے تھے۔

اس خلاء کو پُر کرنے اور اس کمی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت وخلافت کے لئے امت کو دو چیزیں دی گئی، ایک یہ ابدی کتاب (قرآن مجید) جس کا حرف حرف زندگی وقوت سے لبریز ہے، جس سے تازگی کبھی زائل نہیں ہوتی اور جس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے، دوسری چیز نماز جو قرآن ہی کی طرح زندگی وقوت سے بھرپور ہے اور اس کو وصول الی اللہ، تعلق مع اللہ اور تقرب و ولایت کے حصول میں جو کمال درجہ تاثیر اور غایت درجہ اہمیت حاصل ہے وہ پورے نظام شریعت میں کسی اور چیز میں نہیں، ان دونوں چیزوں کے ذریعہ اس امت کے محققین ومجاہدین ہر نسل اور ہر دور میں ایمان و یقین، علم و معرفت، روحانیت و للّٰہیت اور قرب وولایت کے ان درجات تک پہنچ گئے، جہاں اہل ذہانت کی دقیقہ رسی اور حکماء وعقلاء کا تصور وخیال بھی نہیں پہنچ سکتا، ان کی اتنی بڑی تعداد ہے جو شمار وقطار اور حساب وکتاب سے ماوراء ہے اور ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہ دونوں چیزیں امت کی تمام نسلوں کے حق میں ایک ایسا "آب حیات" ہیں، جس کے ذریعہ زندگی وحرکت، تازگی ونشاط اور جی وطاقت و روحانیت ہمیشہ ابر رحمت کی طرح برستی ہے اور اس نے کسی نئی نبوت اور نئی بعثت سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز کردیا، اس کی بدولت ہر موڑ اور تاریخ کے ہر دور میں ان کا خدا سے ربط و تعلق قائم رہا اور ان کی کمی طاقت اور روحانی قوت کی وہ غذا برابر ملتی رہی اور اس کے ذریعے انہوں نے اپنی معاصر دنیا کی ہدایت و راہنمائی کا فریضہ پوری اہلیت وسچائی کے ساتھ انجام دیا۔"

جب آپ کی روح کا جسم سے آسمانی وزمینی رشتہ پائیدار و قائم نہ رہ سکا، جس سے مٹی کو کیمیا بنایا جاتا تھا اور عابد و معبود کے درمیان، ایمان و یقین، قرب و ولایت اور تقرب کا رشتہ اور نزدیکی کا بندھن مضبوط کیا جاتا تھا، تو صحیح اور یقینی طور پر یہ بات ناگزیر تھی کہ خالق و مخلوق کے بیچ میں الفت ومحبت اور تعلق کی صحیح اور درست اور خط مستقیم کا راستہ ہوتا جو آپ کا نائب وبدل بنتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نائب وبدل: کتاب وسنت (قرآن مجید واحادیث شریفہ) نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ جیسی اہم عبادات، معاملات اور معاشرت عطا فرمائی جو زمانہ نبوی سے لے کر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور اوّل پھونکنے سے پہلے پہلے تک تمام انسانوں کو خدا سے ملانے اور مربوط کرنے کا ذریعہ وراستہ ہیں۔

اوّل الذکر کتاب و سنت (قرآن مجید احادیث شریفہ) جو مخلوق کو اپنے خالق سے جوڑنے کے لئے انسان کے ساتھ منسلک اور ہم رشتہ ہیں، آج مغربی ویورپی دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم و بے بس ہیں، بلکہ اس وقت میں عالمی اور بین الاقوامی سطح پر انسانی دنیا میں خدا اور بندے کے درمیان، اس مضبوط ٹھوس اور کڑی بندھن وعقدہ کو کھول کر، انسانوں کو اپنے حقیقی مالک وبادشاہ سے دور کیا جارہا ہے اور یہ پالیسی پوری دنیا کے اندر دو کھیانی قومیں: یہود و نصاریٰ، فسطائی ذہنیت وقوت کی علمبردار، اسلام، ایمان، قرآن حدیث اور محسن انسانیت کی ہمہ گیر، بین الاقوامی اور انٹرنیشنل دشمن، سب سے زیادہ غیر

منصفانہ مزاج اور رسم ورواج پیش کر رہی ہیں، یہ اس قوم کی عناد و دشمنی ہے، بلکہ پوری عالمی برادری میں، یورپ، امریکا اور اسرائیل کا غیر ستائشی، نامہذب اور غیر منصفانہ اقدام و جرأت ہے کہ وہ جدید ٹیکنیکل کے اثر و رسوخ، اس کے فوائد و مضمرات اور اس کی ترقی و عروج کو بڑے شد و مد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اسلام، قرآن اور محسن انسانیت جو مرجع خلائق اور عالم کون و مکاں کے وجود کا سبب ہیں، ان کے فوائد اثرات پر کاری ضرب لگا کر ان کے وجود کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ دراصل یہ نازیبا حرکت بنائے اسلام، اصل دین اور محسن انسانیت و مسلمانوں کے ساتھ کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ بہت قدیم اور پرانی ہے، اس کا اقرار و اعتراف پوری مخلوق کو وجود میں لانے والی ذات اپنی دائمی، ابدی اور بین الاقوامی، کتاب قرآن مجید کے اندر ان الفاظ میں کر رہی ہے:

”لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصٰریٰ“ (المائدہ:۸۲)

ترجمہ: ”تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب ان لوگوں کو پائیے گا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔“

آیت کے اندر مبدأ فیاض نے جس قوم، ملت اور مذہب کا تذکرہ مربوط لب ولہجہ میں کیا ہے، وہ قوم وسماج یہود و نصاریٰ کی ہے، جو ابتدا سے ہی ظالم وغدار ہے، اسرائیلی عرف عام میں یہودیت کی تاریخ کا مطالعہ ہمیں اشارہ دیتا ہے کہ یہودیوں کی قوم ظالم ہونے کے ساتھ غدار، ضرورت پرست اور خود غرض بھی رہی ہے، یا یوں کہئے: وفاداری کی ضد غداری اس کی فطرت وخلقت میں رچی، بسی اور پیوست ہے، اس کا اندازہ ہمیں عروج اسلام کی تاریخ کی ورق گردانی سے ہوتا ہے۔

اسرائیلی عرف عام میں، جہاں تک یہودیت کے ظلم اور اس کی غداری کے حوالے سے اس کی تاریخ وادوار کا تعلق ہے تو وہ تاریخ کے درج ذیل گوشے سے بجا طور پر واضح اور ظاہر ہو جاتا ہے۔

محمد بن قاسم جیسے جاں باز وجاں نثار، اسلام کے شیدائی وفدائی، سر پر کفن باندھ کر، جان کو ہتھیلی پر رکھ کر، دنیا سے اصنام واوہام، مورتی و بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے لئے نکلے اور جس جس علاقے، خطہ اور چپے چپے کا انہوں نے دورہ کیا، وہاں وہاں عیسائی برادری کو حاکم اور یہودی قوم کو محکوم و مامور پایا اور انہوں نے انہیں نہ صرف یہ کہ عیسائیوں کے ظلم وستم، جور واستبداد اور ان کی ذلت و رسوائی سے آزادی دلائی، بلکہ وہاں کی حکمرانی کی باگ ڈور اور بادشاہت وشہنشاہت کا تختہ بھی سونپ دیا، کیونکہ اس وقت کے مسلمانوں اور اسلام پسندوں کا منشاء اور ان کی چاہت حکومت سنبھالنا تھی اور نہ قوم وسماج کے کمزوروں، طاقتوروں اور بے سہاروں پر داداگیری کرنی تھی، بلکہ ان کا مقصد انسانی سماج کے اندر مذہبی، دینی، ایمانی اور اخلاقی وسعت دینا تھا، اس لئے جیسے جیسے اسلام کے یہ شہزادے فتوحات حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے، ویسے ویسے یہودیوں کی محکومیت و ماموریت ختم ہو رہی تھی اور وہ خود پر مظالم ڈھانے والوں پر حکم چلانے والے بن رہے تھے، لیکن احسان فراموش یہودی برادری نے بجائے ان کا احسان ماننے کے انہیں کے خلاف سازشوں اور دسیسہ کاریوں کے تانے بانے بننے شروع کر دیے، دراصل جب یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام کے ماننے والے تو پوری دنیا پر غالب آرہے ہیں، تو انہیں یہ خدشہ ظاہر ہوا کہ جو قوم آج تک عیسائیوں کو پسپا اور مغلوب کرتی رہی ہے، وہ کل ان پر بھی دھاوا اور ہلہ بول سکتی ہے، اس طرح اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کے خلاف، سازش، منصوبہ بندی، ہمہ ہمی، رسہ کشی اور کشمکش شروع ہوئی، جس کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے، اس درمیان کئی قوموں نے یہودیوں کی بیخ کنی کی کوششیں بھی کیں، جن میں جرمنی کا ایک ہٹلر بھی تھا، اس نے تو ایک دو کو نہیں بلکہ ہزاروں یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، آج یہودی برادری اس واقعہ کو ظلم سے تعبیر کرتی ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ وہ قدیم زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں، اسلام پسندوں اور محسن انسانیت کے ساتھ جو کرتی آرہی ہے کیا یہ اس کا پیدائشی وفطری حق ہے؟ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو اس سے چشم پوشی کیوں؟

آخرش، انجام کار اور قصہ مختصر یہ ہے کہ آج یہودی برادری مسلمانوں سے دشمنی وعداوت، اسلام اور محسن انسانیت کے خلاف رسہ کشی، کشمکش، جنگ آمیز کلمات، دل خراش ودل آزار جملے، غیر مناسب تصویریں، ناموزوں کارٹون، قرآن کے متبادل جیسے شنیع وقبیح خطوط وزاویے قائم کر رہی ہے، لیکن افسوس صد افسوس! کہ بدقسمتی سے اسلام، بانی اسلام اور عالمی اور بین الاقوامی برادری کے غمخوار اور پوری انسانیت کے محسن وکرم فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائشی تھرمامیٹر، یہودیت، نصرانیت، عیسائیت اور صہیونیت کے طاقتور ہاتھوں سے گر کر ٹوٹ گیا اور یہ اقوام و مذاہب، اسلام، قرآن، مسلمان اور محسن انسانیت کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر رہ گئی۔

☆☆..........☆☆

ہماری بداعمالیوں کی سزا

جناب ابوفراز صاحب

مرزا غالب، جن کا نام اردو ادب کے نامور شاعر کی حیثیت سے بہت عزت واحترام سے لیا جاتا ہے، ایک مرتبہ کسی مقدمہ کے سلسلے میں انگریز مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوئے۔ مجسٹریٹ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ یعنی تمہارا مذہب کیا ہے؟ بولے: آدھا عیسائی ہوں اور آدھا مسلمان۔ مجسٹریٹ نے حیرانگی سے پوچھا کیا مطلب؟ بولے: شراب پیتا ہوں، سور کا گوشت نہیں کھاتا۔

اسی زمانے میں ایک بزرگ اپنے کچھ مریدین کے ساتھ کہیں جارہے تھے، راستے میں ایک سینما گھر کے سامنے ٹکٹ خریدنے والوں کے ہجوم میں بہت سے مسلمانوں کو بھی کھڑا دیکھ کر مریدین بولے: حضرت! کیا زمانہ آگیا ہے کہ مسلمان بھی فلم دیکھنے کے لئے لائن لگائے کھڑے ہیں۔

بزرگ نے فرمایا کہ: ان کے قریب جاکر صرف اتنا کہہ دو کہ فلاں محلہ کی مسجد کو کچھ شرپسند آگ لگانا چاہتے ہیں، تمہیں اس لائن میں ایک مسلمان بھی نظر نہ آئے گا، سب مسجد بچانے دوڑ جائیں گے۔

اس ناچیز نے اپنے والد صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ درجات سے نوازیں) سے سنا کہ غیر منقسم ہندوستان میں ہندو مسلم فساد کے موقع پر دس مسلمان جن کے ہاتھوں میں صرف لاٹھیاں ہوتی تھیں، سو سو ہندوؤں کو بھیڑ بکریوں کے طرح ہانک دیا کرتے تھے، جبکہ اعمال کے لحاظ سے وہ کوئی ولی یا پیر وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔

یہ اور اسی قسم کے دیگر واقعات جب بھی یہ ناچیز سنتا یا پڑھتا ہے تو دل ودماغ میں ایک عجیب سی کشمکش ہونے لگتی ہے، یہ کچھ زیادہ پرانے وقتوں کی باتیں نہیں ہیں، پھر اب اتنی جلدی اس قدر تیزی سے ہماری تنزلی کیسے ہوگئی؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور ان کو دور کرنے کی ہماری کوششیں اس قدر ناکافی کیوں ثابت ہورہی ہیں؟ اس وقت شراب پینے والا اپنے آپ کو پورا مسلمان نہیں سمجھتا تھا اور آج نہ شکل وشباہت مسلمانوں والی، نہ وضع قطع مسلمانوں والی اور نہ رسم ورواج مسلمانوں والے، کبھی کبھار جمعہ اور عیدین کی نمازیں اور کچھ دینی کتب کے اردو تراجم پڑھ کر نہ صرف ہم اپنے کو پکا سچا مسلمان بلکہ عالم اور مفتی سمجھنے لگتے ہیں اور لوگوں کو بھی شیطان کی طرح گمراہی میں مبتلا کرنے کی سعی میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

پہلے مسجد کو آگ لگانے کا سن کر ہمارے تن بدن میں آگ بھڑک اٹھتی تھی اور آج... ہر طرف آگ ہی آگ لگی ہوئی ہے اور ہم مردوں کی طرح ٹھنڈے پڑے ہیں، پہلے دس مسلمان سو سو کفار مشرکین پر بھاری ہوتے تھے اور آج دنیا کی آبادی کا تقریباً ایک تہائی مسلمان دشمنوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے، یہاں تک کہ اب دشمن انتہائی دیدہ دلیری سے قرآن پاک اور ناموس رسالت پر مسلسل حملہ آور ہورہا ہے اور ہم اندھے، گونگے اور بہرے بنے ہوئے ہیں۔ آخر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہر مسلمان کیوں نہیں تڑپ جاتا؟ یہ بے حسی کی کیفیت آخر ہم پر کیوں طاری ہے؟ دل یہ کہتا ہے کہ اس کی وجہ ہماری مشغولیات کا تبدیل ہوجانا ہے، اب ہم لایعنی مشاغل اور کھیل کود والے تماشوں میں اپنا وقت خرچ کرنے لگے ہیں، دماغ کہتا ہے کہ یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہماری اس قدر گمراہی کی کیونکہ اس زمانے میں بھی لوگ بٹیر بازی، کتوں کی لڑائی، مرغ بازی، کبوتر بازی اور شعروشاعری میں اپنا وقت خوب ضائع کرتے تھے، ایک ایک محلہ میں تین تین جگہ بیک وقت مشاعروں کی محفلیں ساری ساری رات کے لئے سجائی جاتی تھیں، پھر دل کہتا ہے کہ اس کی وجہ بے حیائی اور فحاشی کا عام ہوجانا ہے مگر دماغ کہتا ہے کہ یہ وجہ بھی کافی نہیں ہے، کیونکہ اس زمانے میں بھی طوائفوں کے کوٹھوں پر جاکر ساری ساری رات مجرہ سننے، سینما اور نوٹنکیاں دیکھنے والوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ ہوتی تھی، دل کہتا ہے کہ میڈیا کی تیز رفتار ترقی نے ہمیں بگاڑ دیا ہے، میڈیا پر جو اخلاق سوز مواد موجود ہوتا ہے، اس کی وجہ سے ہم دین سے اس حد تک دور ہوگئے مگر دماغ کہتا ہے کہ یہ ہماری خرابیوں کی ایک بڑی وجہ تو

مانی جاسکتی ہے مگر اس زمانے میں دین کے بھی بہت سے کام اسی میڈیا کے ذریعہ ہو رہے ہیں، دل کہتا ہے کہ اس زمانے میں علماء کرام اور بزرگان دین کے مواعظ خوب ہوتے تھے جن میں بسا اوقات لاکھوں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے، جن میں کافی تعداد غیر مسلموں کی بھی ہوتی تھی، بہت سے لوگ تو اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے تھے، دماغ کہتا کہ آج ہمارے ملک میں جتنی مساجد ہیں، جہاں امام وخطیب حضرات وعظ، درس وتدریس کے کام کر رہے ہیں اتنے اس زمانے میں نہ تھے، ان کے علاوہ تبلیغی جماعت والوں کی اتنی بڑی تعداد پہلے کبھی نہ تھی، اس میں شک نہیں کہ خیر کے ان سب کاموں کے اثرات نظر تو آ رہے ہیں مگر مجموعی طور پر یہ سب بھی ہماری گمراہی روکنے میں کیوں ناکافی ثابت ہو رہے ہیں؟

دل کہتا کہ ہمارے دلوں سے علم دین، علماء کرام اور بزرگان دین کی محبت ختم ہوتی جا رہی ہیں اور یہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ ہر آدمی آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا رہا ہوگا اور چونکہ ہمیں علماء کرام اور اللہ والوں سے محبت ہی نہ رہی تو ہمیں جنتیوں والے اعمال کی توفیق کیسے مل سکتی ہے؟ دماغ مان لیتا ہے کہ یہ بات بالکل درست ہے اور یہی اصل وجہ ہے ہمارے اس حد تک گرنے کی، مگر یہ محبت ہمارے دلوں سے کیوں ختم ہوتی جا رہی ہے، اس زمانے میں بھی مسلمان بداعمال ہوتے تھے، مگر وہ تو وہ، بہت سے غیر مسلم بھی علماء کرام سے اتنی محبت اور عقیدت رکھتے تھے جو آج باعمل مسلمانوں میں بھی مشکل سے نظر آتی ہے، دل کہتا کہ ہماری بداعمالیوں کی نحوست کے نتیجہ میں علماء کرام اور تبلیغی بھائیوں میں بھی وہ اثر باقی نہ رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا، سالانہ چلہ، سہ روزہ، جوڑ یا سالانہ اجتماع کے موقعوں پر دل و دماغ کی یہ کشمکش اور بڑھ جاتی، مگر اپنی کم مائیگی اور عیوب کے زیر اثر دل ہی دل میں گھٹ کر رہ جاتا، اس دوران سید حافظ محمد اکبر شاہ بخاری کی مرتبہ ''چالیس بڑے مسلمان'' اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی سوانح ''آپ بیتی'' بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑھنے کی توفیق ملی، گھٹن اور بڑھ گئی کہ آخر یہ نئے فارغ التحصیل علماء کرام اور تبلیغ میں لگے احباب ایسی کتب کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے جس سے بزرگان دین سے ان کی محبت اور عقیدت میں اضافہ ہو اور جو ان کے دعوت وتبلیغ کے کام میں بھی یقیناً معاون ومددگار ثابت ہوں گی، پھر حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ کے سلسلہ مواعظ میں سے ایک بعنوان ''علم اور علماء کرام کی عظمت'' مطالعہ میں آیا، بہت ہی خوشی اور اطمینان قلب حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے اکابرین عوام الناس کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور تبلیغی بھائیوں کی اصلاح کی طرف سے بھی غافل نہیں ہیں۔ اس قسم کی کتابیں پڑھنے سے اللہ والے بزرگوں سے قلبی محبت پیدا ہوتی ہے جس کا سلسلہ پھر بڑھتے بڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور آپؐ سے محبت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے قلب منور ہو جاتا ہے جو اصل مقصود ومطلوب ہے اور اسی پر دنیا وآخرت کے نتائج کا دارومدار ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی ایک دعا کا مفہوم ہے:

''یا اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اپنے سے محبت کرنے والوں کی محبت عطا فرما اور ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جو ذریعہ بنیں تیری محبت کا۔''

اس ناچیز کا خیال ہے کہ اللہ والے بزرگوں اور علماء کرام سے محبت سیڑھی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچنے کی، مگر آج کے مشینی دور میں ضخیم کتابیں پڑھنے یا اللہ والے بزرگوں کے پاس ان کی صحبت میں بیٹھنے کی فرصت ہی کس کے پاس ہے؟

بہرحال یہ تو طے ہے کہ صحبت کے اثرات ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں پہلے حضرت شیخ الحدیثؒ کی ''آپ بیتی'' اور پھر ''چالیس بڑے مسلمان'' سے اقتباس پیش کرتا ہوں:

''ایک معمول چچا جان قدس سرہ (مولانا محمد الیاسؒ) کا مستقل یہ تھا اور بڑی باریک بات ہے کہ وہ جب کسی تبلیغی اجتماع سے واپس آتے تو ایک سفر رائے پور کا ضرور فرماتے ورنہ کم از کم سہارنپور کا اور اگر دونوں کا موقع نہ ہوتا تو تین دن کا اعتکاف اپنی مسجد میں فرمایا کرتے تھے اور یہ ارشاد فرمایا کرتے کہ جلسوں کے زمانے میں ہر وقت مجمع کے درمیان میں رہنے سے طبیعت اور قلب پر ایک تکدر پیدا ہو جاتا ہے اس کے دھونے کے واسطے یہ کرتا ہوں۔ میں یہ مضمون لکھوا رہا تھا کہ اتفاق سے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب زیدمجدہم دیوبند سے تشریف لائے اور اس وقت تشریف فرما بھی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہ مضمون خود حضرت دہلویؒ کے ملفوظات میں خود ان کا ارشاد بلفظہٖ منقول ہے، چنانچہ حضرت چچا جانؒ کے ملفوظات منگوائے گئے جس کے الفاظ یہ ہیں: فرمایا: مجھے جب میوات بھی جانا ہوتا ہے تو میں ہمیشہ اہل خیر اور اہل ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں، پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف

کے ذریعہ اسے تسلی نہ دوں یا چند روز کے لئے سہارنپور یا رائے پور کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا، دوسروں سے بھی بھی فرمایا کرتے تھے کہ دین کے کام کے لئے پھرنے والوں کو چاہئے گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوتوں کے ذکر و فکر کے ذریعہ دھویا کریں... انتھی بلفظہ۔

مضمون تو یہ حدیث پاک سے بھی مستنبط ہے کہ مجمع کا اثر بڑوں کے قلب پر بھی پڑ جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب الطہارۃ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، اس میں سورۂ روم تلاوت فرما رہے تھے کہ اس میں متشابہ لگا، سلام پھیرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اچھی طرح وضو نہیں کرتے (نماز میں شریک ہو جاتے ہیں) اور یہ لوگ ہماری قرأت قرآن میں گڑبڑ پیدا کرتے ہیں۔ کذا فی المشکوٰۃ بروایہ النسائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اچھی طرح وضو نہ کرنے والوں کا اثر پڑ جاتا ہے تو پھر مجمع کا اثر، جس میں ہر قسم کے فاسق و فاجر بھی موجود ہوں مشائخ کے اوپر کیوں نہ پڑے گا؟ جن اکابر و مشائخ کو مجامع سے کام پڑتا ہو، تبلیغ میں ہوں، جلسوں اور مواعظ میں ہوں بلکہ میرے نزدیک تو مدرسین کو بھی، کیونکہ طلبا کی جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، اپنے تزکیہ قلوب کی طرف بہت توجہ اہتمام اور فکر کرنا چاہئے، اعتکاف کا اہتمام تو ہر شخص کو بہت دشوار ہے، لیکن ایسے مجامع کے درمیان میں اور ان کے بعد بھی کچھ وقت مراقبہ اور تسبیح و اوراد، درود شریف و استغفار میں کثرت سے خرچ کرنا چاہئے....'' (آپ بیتی، ج:۱، ص:۵۱۷)

''(علم و ذکر کے موضوع پر)

مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے فرمایا:

...اور علم سے مراد دینی مسائل اور دینی علوم کا صرف جاننا نہیں ہے، دیکھو یہود اپنی شریعت اور اپنے آسمانی علوم کے کیسے عالم تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں تک کے حلیے اور نقشے حتی کہ ان کے جسموں کے تل کے متعلق بھی ان کو علم تھا، لیکن کیا ان باتوں کے صرف جاننے نے ان کو کوئی فائدہ دیا... فرمایا علم کے لئے جو وضع محمدی تھی (یعنی طلب اور عظمت و محبت کے ساتھ صحبت و اختلاط سے علم حاصل کرنا) اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے ذریعہ جتنا علم بڑھتا تھا، اسی قدر اپنے جہل اور اپنی علمی درماندگی کا احساس ترقی کرتا تھا اور علم حاصل کرنے کا جو طریقہ اب رائج ہو گیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ علم جتنا آتا ہے زعم اس سے زیادہ پیدا ہوتا ہے، پھر زعم سے کبر پیدا ہوتا ہے اور کبر جنت میں نہیں جائے گا۔ علاوہ ازیں علم کے زعم کے بعد تحصیل علم کی تڑپ نہیں جس کی وجہ سے علمی ترقی ختم ہو جاتی ہے...''

(چالیس بڑے مسلمان، ج:۱، ص:۴۵۸)

غور طلب بات یہ ہے کہ جب بانی تبلیغی جماعت، نسبی اللہ والے بزرگ مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ جیسی شخصیت کو تبلیغی جلسوں میں شرکت کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ یا حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی خانقاہوں میں کچھ وقت گزارنا یا تین دن کا اعتکاف ضروری محسوس ہوتا تھا تا کہ قلب اپنی اصل حالت پر واپس آ جائے تو ہم جیسے تبلیغ کے دعویداروں کو جن کے قلب پہلے ہی دنیا کی غلاظتوں میں لتھڑے ہوئے ہوں، اس سلسلے میں کتنے مجاہدوں اور اللہ والے بزرگوں کی صحبت کی کتنی ضرورت ہوگی؟ نیز اس میں علماء کرام، مدارس کے طلبا بلکہ مدرسین کے لئے بھی اہم سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

حاجی طیب عثمان کو صدمہ

بہاولپور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیاپور کے امیر حاجی طیب عثمان کے بڑے بھائی انعام اللہ صدیقی بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ کے علاوہ مخلوق خدا کے حقوق ادا کرنے میں کبھی سستی نہ کرتے تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں اپنے والد محمد یٰسین ناطق کے ہمراہ گرفتار بھی ہوئے، کافی عرصہ سینٹرل جیل ملتان میں رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے بھی جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

تدریجِ نبوّت کا سوانگ

مولانا سہیل ممتاز

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مقدس شریعت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے وہ خدا تعالیٰ کی آخری اور دائمی شریعت ہے جو کہ بالکل روشن ہے۔ اس میں کوئی ابہام ہے اور نہ کسی قسم کا الجھاؤ۔ اسی طرح جتنی پاکباز ہستیوں نے اس دین متین کو ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست حاصل کیا اور آنے والی نسلوں تک حد درجہ کی ذمہ داری اور کمال دیانت وثقاہت کے ساتھ منتقل کیا، ان شخصیات کی علم وعقل، فضل وکمال، فہم وتدبر، ذہن ومزاج، طہارت وپاکیزگی کے اعتبار سے کامل واکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کو مٹانے یا اس کی تعلیمات میں کمی وبیشی کرنے کے لئے جب بھی مخالفین اسلام کی طرف سے کوئی سازش رونما ہوئی تو یہ نفوس قدسی سربکف میدان عمل میں کود پڑتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے آغاز میں جب فتنۂ ارتداد اٹھا منکرین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت نے اپنی جھوٹی نبوتوں کے محل تعمیر کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے جھوٹے مدعی نبوت کے محل کو پاؤں کی ٹھوکر سے زمین بوس کر کے دنیا کو بتادیا کہ قصر نبوت کی تکمیل ہوچکی ہے، اب قیامت تک اس محل کے متوازی کسی دوسرے محل کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

ابتدائے اسلام سے آج تک تمام مسلمان یہی عقیدہ وایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کی ذات اقدس پر باب نبوت کلی طور پر بند کردیا گیا ہے، ہر مسلمان اسے دین کے اساسی اور ضروری عقائد میں شمار کرتا ہے جس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

قرآن وسنت اور اجماع امت تینوں میں عقیدۂ ختم نبوت پر واضح اور روشن دلائل موجود ہیں، چنانچہ ساتویں اور آٹھویں صدی کے مشہور مفسر امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ’’خاتم النبیین‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ’’اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول نے اپنی متواتر احادیث میں بتایا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپؐ کے بعد جو شخص اس مقام ومرتبہ کا دعویٰ کرے وہ انتہائی جھوٹا، مکار، دجال اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہوگا۔‘‘

امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی خبر قرآن پاک میں دی گئی۔ احادیث میں اسے دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ: ’’محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے لہٰذا جو شخص اس کے خلاف دعویٰ لے کر اٹھے گا اسے کافر قرار دیا جائے گا۔‘‘

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ’’بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے ایک نبی وفات پاجاتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

چنانچہ اسود عنسی نے دور رسالت میں نبوت کا دعویٰ کیا تو حضور علیہ السلام نے اس کے خلاف جہاد کا حکم دیا، جس کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت فیروز دیلمیؓ نے اسے جہنم رسید کیا، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی نے نبوت کے دعوے کئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے ان باغیان رسالت سے جنگ کر کے ان کو نیست ونابود کیا۔

صحابہ کرامؓ کے دور زریں کے بعد بھی عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت کرنے والے پیدا ہوتے رہے اور اپنے انجام بد تک پہنچتے رہے۔

قرآن وحدیث کی واضح تشریحات اور امت کے اجماعی فیصلہ وعمل کے ہوتے ہوئے اسلام دشمنوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے براہ راست نبوت کا دعویٰ کرنے کے بجائے تلبیسات وتحریفات کا راستہ اپنایا۔ ابن سبا یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر محبت اہل بیت کا علم بلند کیا، جس کے

فتنہ انگیز اثرات آج بھی مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کا باعث ہیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام کی شکل مسخ کرنے کے لئے مستشرقین کو کھڑا کیا، تعلیم وتہذیب کے دلکش نام پر اللہ کے آخری نبی کی شریعت کو مٹانا چاہا، الحاد ودھریت، عقل و پرستی، معجزات کا انکار، احادیث کا انکار، اسلاف امت سے بدظنی، تفسیر وفقہ کے قدیم ذخیروں پر عدم اعتماد، اکابر امت کی تنقیص، علمائے حق کی بدگوئی، خالص عقلیت پرستی یا خاندانی وملکی رسم و رواج کی اتباع وغیرہ گمراہی کی جتنی شکلیں ہیں اور جتنے ملحدین اور دشمنان دین ہیں ان سب کی مشترکہ ومتحدہ کوششوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اس قدر شکوک وشبہات پیدا کردیے جائیں کہ مسلمانوں کا قرآن وحدیث، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے امت سے رشتہ بالکل ختم نہیں کرسکتے تو کم از کم کمزور ضرور کردیا جائے۔ اس لئے تمام ملحدوں، دھریوں، فتنہ پروروں اور دین کے نام پر بددینی پھیلانے والوں کا پہلا نشانہ علمائے حق رہے ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے مسلمانوں کے دنیاوی جاہ و جلال کو پامال کرکے اسلام دشمن یہودیوں اور انگریزوں نے عارضی طور پر کامیابی حاصل کرلی، جس سے ان کے ناپاک حوصلے بلند ہوئے اور انہوں نے اسلام میں تحریف اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کی حمایت شروع کردی۔ مرزا قادیانی نے پادریوں سے مذہبی عقائد میں بحث و مباحثہ کرکے عارضی شہرت حاصل کرلی تھی، دماغ میں بڑائی کا سودا سمایا اور یکے بعد دیگرے کئی دعوے کئے، یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں اپنی موت سے پہلے مستقل نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔

غالباً مرزا قادیانی کو اندازہ ہوگا کہ ابتدا ہی میں نبوت کا دعویٰ تو مسلمانوں کے لئے قطعی ناقابل برداشت ہوگا، اس لئے اس نے تدریجی نبوت کا سوانگ رچایا۔ حالانکہ اہل علم وعقل پر مخفی نہیں کہ نبوت ورسالت کا منصب جلیلہ کسی نبی کو قسطوں میں نہیں دیا گیا، بلکہ اللہ جل شانہ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اس جلیل القدر عہدہ پر ایک ہی بار فائز فرمایا۔ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرزائیوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ ☆☆☆

اچینی پایان میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس

پشاور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مکی مسجد اچینی پایان میں سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب دام برکاتہم اور وکیل احناف حضرت مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب زیدمجدہ تھے، دیگر علماء کرام کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اچینی کی عوام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر عرصہ دراز سے اچینی میں رہائش پذیر قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا ہوا ہے، جس کو تین سال پورے ہوگئے ہیں اور بائیکاٹ اب تک کامیابی سے جاری ہے۔

کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلی نشست عصر سے مغرب اور دوسری مغرب تا عشاء تھی۔ پہلی نشست میں تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت کے بعد حضرت مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر مدلل خطاب فرمایا...... علاقہ کے لوگوں کو قادیانیوں کے ساتھ سوشل بائیکاٹ پر مبارک باد دی۔ اور لوگوں سے وعدہ لیا کہ شمع ختم نبوت کے پروانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کے خلاف بائیکاٹ میں مزید شدت لائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک مثبت اور پرامن طریقہ ہے کہ قادیانی ازخود یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں اور ان میں ہدایت کی طلب پیدا ہو۔ لوگوں نے مسجد میں دونوں ہاتھ اٹھا کر نعروں کی گونج میں ان غداروں سے مقاطعہ جاری رکھنے کا اعلان کیا۔

نماز مغرب کے بعد فاضل نوجوان مقرر مولانا حسین احمد مدنی ایڈوکیٹ نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فتنہ قادیانیت کا پردہ چاک کیا۔ لوگوں میں خوب جوش وخروش پیدا کیا۔ ان کے بعد حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ بیان کی اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت واضح فرمائی کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی وبنیادی عقیدہ ہے۔ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ عقیدہ ختم نبوت سے انکار کسی بھی صورت میں کفر ہے۔ انہوں نے اچینی کے اہل اسلام کو قادیانیوں کے خلاف کامیاب معاشی بائیکاٹ پر مبارک باد دی اور فرمایا کہ حب رسول میں غداران فخر الرسل سے بائیکاٹ ایمان کی مضبوطی کی علامت ہے۔ انھوں نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ حصول دنیا اور آباؤ اجداد کی سنگین غلطی کو جاری رکھنے کی بجائے مرزا قادیانی اور اس کے کفر پر لعنت بھیجتے ہوئے خاتم النبیین رحمۃ للعلمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیں اور اپنی عاقبت سنوار لیں۔

کانفرنس کا اختتام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سرحد کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین صاحب پوپلزئی کی دعا سے ہوا۔ انھوں نے منتظمین جلسہ حاجی شیر احمد صاحب، حافظ عابد، عارف خان اور دیگر اراکین مجلس تحفظ ختم نبوۃ اور علاقے کے علماء عظام، خطباء کرام کا بھرپور شکریہ ادا کیا کہ ان کی محنت سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوئی اور مختصر نوٹس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وختم نبوت کے بیان کی یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے اختتام پر مولانا نورالحق نور صاحب کا لایا ہوا لٹریچر عوام الناس میں مفت تقسیم کیا گیا۔

Adarts-SJLS-1/2007

مرسل: حافظ محمد سعید لدھیانوی

مراق کی کرشمہ سازی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مرزا غلام احمد اور اس کے پیروؤں نے اس کا اقرار کیا ہے کہ مرزا صاحب کو ”مراق“ کا عارضہ تھا، اس اقرار کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ کئے جائیں:

الف:... ”دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے، جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔“ (مرزا صاحب کا ارشاد مندرجہ رسالہ ”تشحیذ الاذہان“ جون ۱۹۰۶ء، اخبار ”بدر“ ۷/جون ۱۹۰۶ء، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ)

ب:... ”میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے، اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے، مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“ (ملفوظات ج:۲ ص:۳۷۶)

ج:... ”حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ: حضور! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔“ (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۴)

اس اقرار واعتراف سے قطع نظر مرزا صاحب میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں، مرزا بشیر احمد ایم اے ”سیرۃ المہدی“ میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی ”ماہرانہ شہادت“ نقل کرتے ہیں:

د:... ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں جو ہسٹریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں، مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہوجانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہوجانا، گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا، یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔ (مثلاً: بدہضمی، اسہال، بدخوابی، تفکر، استغراق، بدحواسی، نسیان، ہذیان، تخیل پسندی، طویل بیانی، اعجاز نمائی، مبالغہ آرائی، دشنام طرازی، فلک پیا دعوے، کشف وکرامات کا اظہار، نبوّت ورسالت، فضیلت وبرتری کا اِدّعا، خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ، اس قسم کی بیسیوں مراقی علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں... ناقل)۔“ (سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵)

مرزا صاحب کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا، ڈاکٹر شاہنواز قادیانی لکھتے ہیں:

ہ:... ”جب خاندان سے اس کی ابتدا ہوچکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا

دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص:۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی، لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً: دورانِ سر، دردِ سر، کمیٔ خواب، تشنجِ دل، بدہضمی، اسہال، کثرتِ پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔"

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء، ص:۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

"مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔"

(بیاضِ نور الدین، ج:۱، ص:۲۱۲)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں، انہوں نے "آریوں کا بادشاہ" ہونے کا دعویٰ کیا، نبوّت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شدّ ومدّ سے کئے، انبیائے کرام سے برتری کا دَم بھرا، دس لاکھ معجزات کا ادّعا کیا، مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو منکر، کافر اور جہنمی قرار دیا، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرامؓ کو نادان اور احمق کہا، اولیائے اُمت پر سب وشتم کیا، مفسرین کو جاہل کہا، محدثین پر طعن کیا، علمائے اُمت کو یہودی کہا، پوری اُمت کو گمراہ کہا، اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی، یہ کام کسی مجذوب دیوانے کا نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے بعض ایسے دعوے کئے جن کو سن کر ان صاحب کے خللِ دماغ کا شبہ ہوتا ہے۔ ادنیٰ فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الّا اللّٰہ" میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں، اب اگر ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر یہ تقریر کرے کہ: "اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا خدا کی نفی کی گئی ہے، اور فقیر، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنا فی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہٖ خدا کا وجود ہے، اس لئے میرے دعویٰ خدائی سے لا الٰہ کی مہر نہیں ٹوٹتی، بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی ہے۔" اور یہ کہ: "میں نے خدائی کمالات خدا میں گم ہوکر پائے ہیں، میرا وجود درمیان میں نہیں، اس لئے میرے خدا ہونے سے لا الٰہ الّا اللّٰہ کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔" تو فرمائیے! اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں عقلاء کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا "لا الٰہ الّا اللّٰہ" کی اس عجیب وغریب "تفسیر" کو کرشمہ مراق نہیں قرار دیا جائے گا؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، اُمتِ اسلامیہ کا قطعی عقیدہ ہے، اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں بیان فرمائے، یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی کو نبوّت عطا نہیں کی جائے گی، لیکن ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر "لا نبی بعدی" کی یہ تقریر کرتا ہے:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینے کی طرح محمدی چہرے کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلّی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوّت کے، جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، رُوحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹)

اور پھر وہ اس فلسفے کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد کی نبوّت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، رُوحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

اور کہ:

"تمام کمالاتِ محمدی مع نبوّتِ محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوّت کا دعویٰ کیا؟" (ایضاً)

اور کہ:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوّت اور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔" (رُوحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۶)

بتائیے! اس کی توجیہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ "سلطان القلم" غلبۂ سودا اور جوشِ مراق کا شکار ہے۔ مراق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مریض کو اپنے جذبات وخیالات پر قابو نہیں رہتا، جو بات کسی وقت اس کے خیال میں آجائے، اسی قطعی سمجھ کر ہانک دیتا ہے، اس لئے اس کی باتیں اکثر بے ربط، اٹکل اور بے جوڑ ہوتی ہیں، اور ان میں کثرت سے تناقض پایا جاتا ہے، مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جو پرلے درجے کا جاہل ہو، جو

اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے، اور اس پر اطلاع نہ رکھے...الخ۔“ (حاشیہ ست بچن ص:۲۹، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۱۴۱)

”ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسانوں کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون اور ایسا منافق ہو...الخ۔“ (ست بچن ص:۳۰، ۳۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۱۴۲)

”مگر یہ بات تو جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔“ (حاشیہ کتاب البریہ ص:۲۳۸، ۲۳۹، روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۳۱)

مرزا صاحب کے کلام، ان کے دعوؤں اور ان کی تحقیقات میں اس کثرت سے تناقض پایا جاتا ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے، ان کا شاید ہی کوئی نظریہ ایسا ہو جس کا توڑ خود انہی کی تحریر میں موجود نہ ہو۔ یہاں مرزا صاحب کے تناقضات کی چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

۱:...دورِ سابق میں نبوت ثمرۂ اتباع تھی یا نہیں؟

”بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی، بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں، حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا۔“ (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص:۹۷، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۱۸۳)

اس کے برعکس ”چشمۂ مسیحی“ میں لکھتے ہیں:

”ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام، جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں، تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبۂ نبوت پایا۔“ (حاشیہ چشمۂ مسیحی ص:۹۳، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۱۸۳)

۲:...ایک نبی کا دُوسرے نبی کی پیروی قرآن کی رُو سے محال بھی ہے اور جائز بھی:

”جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے، وہ کامل طور پر دُوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہوجانا نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کے رُو سے بکلی ممتنع ہے۔“ (ازالہ اوہام ص:۵۹۶، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۷)

”حضرت عیسیٰ کی نسبت، جو موسیٰ سے کمتر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے، اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے، اور ختنہ اور مسائلِ فقہ اور وراثت اور حرمتِ خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے...الخ۔“ (دافع البلاء ص:۴ حاشیہ، رُوحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۹)

۳:...کسی نبی کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونا قرآن سے ثابت بھی ہے اور کفر بھی:

”قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لتؤمنن به ولتنصرنه۔“ (براہین پنجم ضمیمہ ص:۱۳۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۰)

اس کے برعکس مرزا صاحب اپنی اس عبارت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جو شخص اُمتی کی حقیقت پر نظر ڈالے گا، وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا اُمتی قرار دینا ایک کفر ہے۔“ (براہین پنجم ضمیمہ ص:۱۹۲، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۶۳)

۴:...یسوع خدا کا مقرب نبی بھی تھا اور پاگل بھی:

”ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام، جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں...... خدا کا مقرب بنا اور مرتبۂ نبوت پایا۔“ (حاشیہ چشمۂ مسیحی ص:۹۳)

جبکہ ”ست بچن“ میں مرزاجی اپنی تردید کرتے ہوئے اس کے برعکس یسوع کو دیوانہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔“ (حاشیہ ست بچن ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۵)

۵:...مرزا نے نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پائی یا شکمِ مادر میں؟

”سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی، اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا، سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔“ (حقیقۃ الوحی، ص:۶۲، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۶۴)

تھوڑا سا آگے چل کر اس کے برعکس اپنی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجے میں داخل کرکے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں، بلکہ شکمِ مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے، میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے، اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے

بھی زیادہ ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی، ص:۷۰، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۰)

۶:...مرزا کا زمانہ جلال کا بھی ہے اور نہیں بھی:

”میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا، جو اس نے کبھی دکھائے نہیں، گویا خدا زمین پر خود اُتر آئے گا، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: ”ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام“......خدا فرماتا ہے کہ میں زمین پر نازل ہوں گا اور وہ قہری نشان دِکھلاؤں گا کہ جب سے نسلِ آدم پیدا ہوئی ہے، کبھی نہیں دِکھلائے۔“ (حقیقۃ الوحی، ص:۱۵۱، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۸۵)

”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدّت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا، اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دُنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کردیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کردے گا اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اِتمامِ حجت کرے گا، اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور اِحسان سے اِتمامِ حجت کر رہا ہے۔“ (براہین احمدیہ، حصہ چہارم ص:۵۰۵، رُوحانی خزائن ج:۱ ص:۱۳۷، ۱۸۸)

”براہین احمدیہ“ میں مرزا صاحب فرمارہے ہیں کہ ان کا زمانہ جلال کا نہیں جمال کا زمانہ ہے، جلالی زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا، اور مرزا صاحب کا زمانہ اس کے لئے بطور ارہاص ہے۔ لیکن ”حقیقۃ الوحی“ میں فرماتے ہیں کہ ان کا زمانہ جلال وقہر کا زمانہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ دونوں باتیں آپ نے ”وحی قطعی“ کے حوالے سے کہیں۔ اور لطف برلطف یہ کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیت غلط نقل کی، اور اس کا ترجمہ بھی غلط کیا۔

مرزا صاحب کا یہ ارشاد بھی دلچسپ ہے کہ: ”میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے“ مرزا صاحب کو دُنیا سے رُخصت ہوئے قریباً صدی گزر چکی ہے، مگر دُنیا دیکھ رہی ہے کہ مرزا صاحب کی عالمِ وجود میں قدم رنجہ فرمائی سے دُنیا کے شر ہی میں اضافہ ہوا، اور ہو رہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے ”حقیقۃ الوحی“ کی مندرجہ بالا عبارت میں جو کچھ لکھا ہے، اسے شاعری کہہ سکتے ہیں، یا مراقی تخیلات۔

اور مرزا صاحب کا یہ ارشاد کہ: ”خدا اس وقت وہ نشانات ظاہر کرے گا جو اس نے کبھی نہیں دکھائے“ یہ بھی مرزا صاحب کے جوشِ مراق کا کرشمہ ہے اور اس خالص غلط بیانی سے ان کا مدعا تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا ہے، اس کی بحث مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت میں آئے گی۔

۷:...قرآن کریم کی آیت اور اپنے اِلہامات کے حوالے سے مسیح علیہ السلام کی دُنیا میں دوبارہ تشریف آوری کا اقرار و اِنکار:

”عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا“......یہ آیت (آیت سے مرزا صاحب کا اِلہام مراد ہے، قرآن کریم کی آیت اس طرح نہیں ...ناقل) اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب ...... حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دُنیا پر اُتریں گے۔“ (براہین احمدیہ، حصہ چہارم ص:۵۰۵، رُوحانی خزائن ج:۱ ص:۱۳۷)

اس کے برعکس ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھتے ہیں:

”یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی......لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی اِلٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، ۱۴۹، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲، ۱۵۳)

”اِعجاز احمدی“ میں مرزا صاحب مسلمانوں کو صلواتیں سنا کر پوچھتے ہیں کہ میں نے ”براہین احمدیہ“ میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کا دوبارہ آنا وحی اِلٰہی سے بیان کرتا ہوں؟ ”براہین“ کی عبارتیں قارئین کے سامنے ہیں جن میں قرآن کی آیت اور اپنے اِلہامات کے حوالے سے مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ لکھا تھا، لیکن ”اِعجاز احمدی“

میں مرزا صاحب وحی کا انکار فرما رہے ہیں، ان کے اس انکار کی کیا توجیہ کی جائے؟ کیا وہ قرآن کریم کو اس زمانے میں سمجھنے کی استعداد سے محروم تھے؟ یہ بھی مرزا صاحب کے جوشِ مراق کا کرشمہ ہے اور اس خالص غلط بیانی سے ان کا مدعا تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔

۸:...حیاتِ مسیح کا عقیدہ قرآن سے ثابت ہے اور شرکِ عظیم بھی:

"ھو الذی أرسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اَقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، ص:۴۹۸، ۴۹۹، رُوحانی خزائن ج:۱ ص:۳۱۳)

اس کے برعکس مرزا صاحب "حقیقۃ الوحی" میں لکھتے ہیں:

"فمن سوء الأدب أن یقال أن عیسیٰ ما مات ان ھو الا شرک عظیم" (ترجمہ: پس یہ نہایت گستاخی ہے کہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں، یہ عقیدہ شرکِ عظیم نہیں تو کیا ہے؟)۔"

(الاستفتاء، ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۴۳، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۶۶۰)

۹:...مرزا کے الہام سے حیاتِ مسیح بھی ثابت ہے اور وفات بھی:

"......لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار......مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے......سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز رُوحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

(براہین حصہ چہارم ص:۴۹۹، رُوحانی خزائن)

اس کے برعکس "اعجاز احمدی" میں لکھتے ہیں:

"اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے، باز نہیں آتے، کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں، مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے، اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں، (براہین احمدیہ کی عبارت ناظرین کے سامنے ہے، جس میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کو قرآن کریم کی آیت اور اپنے دو الہاموں کے حوالے سے لکھا ہے، لیکن اعجاز احمدی میں "وحی" کا انکار کر رہے ہیں۔ یا تو مرزا صاحب قرآن کو اور اپنے الہامات کو وحی نہیں سمجھتے، یا جوشِ مراق میں بھول گئے...ناقل)، اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں، جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے تب تک میں اسی عقیدے پر قائم رہا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔" (اعجاز احمدی ص:۶)

لیکن "اعجاز احمدی" میں مرزا صاحب وحی کا انکار فرما رہے ہیں، ان کے اس انکار کی کیا توجیہ کی جائے؟ کیا وہ قرآن کریم کو اس زمانے میں سمجھنے کی استعداد سے محروم تھے؟ یہ بھی مرزا صاحب کے جوشِ مراق کا کرشمہ ہے اور اس خالص غلط بیانی سے ان کا مدعا تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔

☆☆......☆☆

جرمنی میں نومسلموں کی تعداد میں اضافہ

جرمنی میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ اب کوئی انوکھی بات نہیں رہی، اب تو ہر دن کسی نہ کسی مسجد میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے والے آپ کو آسانی مل سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک خبر کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں گزشتہ چند سالوں میں تیرہ گنا اضافہ دیکھا گیا ہے۔ جرمنی کے اخبارات کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء کے درمیان صرف ایک سال میں چار ہزار جرمن باشندوں نے مسلمانوں ہونے کا اعلان کر دیا، یہ تعداد ۲۰۰۳ء کے مقابلے میں چار گنا زیادہ تھی، مگر اس تعداد میں تیرہ گنا اضافہ دیکھا گیا ہے، جن میں خواتین کی بھی اچھی بھلی تعداد شامل ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ ماضی میں خواتین کے اسلام میں داخل ہونے کا ایک سبب ان کا کسی مسلمان سے شادی کے بندھن میں بندھ جانا ہوتا تھا، مگر اب یہ سبب باقی نہیں رہا بلکہ خواتین کے مسلمان ہونے کی اہم وجہ ان کا دین اسلام سے متاثر ہونا ہے، اس کی تعلیمات اور احکامات پر مکمل مطمئن ہونا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم فروری ۲۰۱۰ء)

مرزا قادیانی بمقابلہ عبداللہ آتھم

اعجاز احمد خان سنگھانوی، ماتلی

مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو رموز خسروانہ سے ناواقف عیسائیوں سے بھی ان کی خوب چلی، گالی گلوچ تو مرزا صاحب کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، لیکن ان سے مقدمہ بازی کی بھی نوبت آئی، ایک مرتبہ مرزا اور عیسائیوں کے درمیان امرتسر کے اندر توحید اور تثلیث پر مباحثہ ہوا عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث جہالت اور نادانی کی وجہ سے ہے تو مرزا نے اپنا ''خدا'' مہا جھوٹے کو بنایا ہوا تھا، حق پر دونوں فریق نہ تھے، بہرحال مباحثہ سے زچ ہوکر مرزا نے ازخود یا اپنے جھوٹے خدا کے مشورے سے یہ اعلان کرکے وقتی طور سے راہ فرار اختیار کی:

''آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ اس بحث میں جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرادیا جائے گا۔''
(جنگ مقدس مصنف مرزا قادیانی ص:۲۹۱)

اسی کتاب جنگ مقدس میں اس پیشین گوئی کی وضاحت میں لکھا ہے:

''میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے، پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کے تاریخ (۵/ جون ۱۸۹۳ء) سے (۵/ ستمبر ۱۸۹۴ء تک) سزائے موت ہاویہ (جہنم) میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دی جائے، میں ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں، میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی اللہ کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا، زمین آسمان ٹل جائے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔'' (ص:۲۹۳)

اس مباحثہ میں کئی عیسائی بھی شامل تھے اور پیشین گوئی میں لفظ فریق لکھا تھا، اس لئے مرزا نے پیشین گوئی کا مصداق ایک ضعیف العمر عیسائی ڈپٹی عبداللہ آتھم کو ٹھہرایا جس کی عمر ۶۸ سے زیادہ ہوچکی تھی، لہٰذا اپنی کتاب البریت میں فریق کی تشریح کرتے ہیں:

''عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیشین گوئی صرف اسی کے واسطے تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشین گوئی نہ تھی۔'' (ص:۱۷۳)

لوگوں کے اعتراض پر کہ بوڑھے کا انتخاب اب بعد میں سوچ کر کیا ہے، تو مرزا نے یہ بیان جاری کیا:

''ملاحظہ ہو ان کی (تصنیف ''البریت'' ص:۲۹۰) دراصل ابتدا سے ہمارا علم یہی تھا کہ اس پیشین گوئی کا مصداق آتھم ہے، ہماری نیت میں بھی کوئی اور نہ تھا... ہماری پوری اور اصل توجہ صرف آتھم کی طرف رہی اور اب تک اسی کو اصل مصداق پیشنگوئی کا سمجھتے ہیں۔''

مرزا جی عبداللہ آتھم کو مخاطب کرکے تقریر کرتے ہیں:

''اب میں ڈپٹی صاحب (عبداللہ آتھم) سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ منشاء نہ پورا ہوگیا تو کیا یہ سب آپ کے منشاء کے موافق خدا کی پیشین گوئی ٹھہرے گی یا نہ... اگر میں جھوٹا نکلوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی قرار دو۔''
(جنگ مقدس، تقریر مرزا قادیانی، ص:۲۹۴)

مرزا جی نے ایک ایک دن گن گن کر گزارا اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کی دعا مانگتے رہے، اپنے متعلقین سے بھی التجا کرتے رہے کہ وہ اس کی

موت کے لئے دعائیں کرتے رہیں، جیسا کہ اس کے اس خط سے ثابت ہے:

مکرمی منشی رستم علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مع کارڈ پہنچا، اب تو صرف چند روز پیشین گوئی میں رہ گئے ہیں، دعا کرتے رہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچائے، مخلص معلوم فیروز پور میں ہے اور تندرست وفربہ ہے، خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلاء سے بچائے۔ آمین۔

باقی خیرت ہے مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔

والسلام

خاکسار غلام احمد

از قادیان، ۲۲/اگست ۱۸۹۴ء

(مندرجہ مکتوب احمدیہ، ج:۵، ص:۱۲۸)

مرزا جی کے صاحبزادے اس دن کا حال لکھتے ہیں، جب ایک دن باقی رہ گیا:

''بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح نے مجھ سے اور میاں حامد علی صاحب سے فرمایا کہ اتنے چنے لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو، ہم نے یہ وظیفہ ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا، وظیفہ ختم کرنے پر ہم دونوں ان کو قادیان سے باہر لے گئے اور وہ دانے (چنے) ایک غیر آباد کنوئیں میں ڈال کر حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق کہ منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہ دیکھیں، ہم تیزی سرعت کے ساتھ واپس لوٹے۔''

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۱۵۹)

شیخ یعقوب علی صاحب قادیانی سیرت مسیح موعود میں آخری دن کا نقشہ کھینچتے ہیں:

''آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت کے لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں، دل سخت منقبض ہیں، بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں، ہر طرف اداسی اور مایوسی کے آثار ہیں، لوگ (قادیانی) نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے تھے کہ اے خداوند! ہمیں رسوا مت کریو، غرض ایسا کہرام مچ رہا تھا کہ غیروں کے بھی رنگ فق ہو رہے تھے۔''

۵/ستمبر ۱۸۹۴ء کا دن گزر گیا اور قادر مطلق نے جھوٹے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ڈپٹی عبداللہ آتھم کو موت نہ دی اور وہ بعد تک بقید حیات رہا، مرزا جی جنہیں قرآن تک کی جھوٹی تاویلیں کرنے میں باک نہ تھا کب حیاء محسوس کرتے اس لئے مختلف تاویلیں گھڑنی شروع کر دیں جو شخص مرزا سے کہتا کہ آتھم نہیں مرا تو اس کو مغلظات (گالیاں) سنانے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنی تحریر میں بھی گالیاں لکھتے تھے، وہ گالیاں ان کی کتابوں میں محفوظ ہیں، مرزا جی کی لغو تاویلوں کے متعلق کسی غیر قادیانی کا تبصرہ نہیں بلکہ ان کے خاص الخاص نواب محمد علی خان قادیانی مالیر کوٹلہ کا خط پیش خدمت ہے:

''مولانا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم!

آج ۷/ستمبر ہے اور پیشگوئی کی میعاد ۵/ستمبر ۱۸۹۴ء تھی، گو پیشگوئی کے الفاظ خواہ کچھ ہی ہوں، لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح جنگ مقدس کتاب میں کی ہے، وہ بالکل صاف ہے کہ یہ پیشگوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگی؟ ہرگز نہیں! عبداللہ آتھم اب تک صحیح وسالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا۔ میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔ لڑکے کی پیشگوئی میں تفاؤل کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مر گیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی، اب اس معرکہ میں پیشگوئی کے اصل مفہوم کے سمجھنے میں تو غضب ڈھا دیا... راقم محمد علی خان، از مالیر کوٹلہ۔''

(مندرجہ آئینہ حق مولفہ یعقوب علی خان قادیانی، ص:۱۰۰،۱۰۱)

مرزا نے خود فیصلہ کیا تھا کہ: ''اگر میں جھوٹا نکلوں تو تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو'' (مرزا کی کتاب جنگ مقدس، ص:۱۸۸،۱۸۹)

اب ہم قادیانی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ ان کو مرزا جی کا یہ فیصلہ کیوں قبول نہیں؟ مرزا جی کی جھوٹی باتوں پر ایمان لاتے ہو اور جو بات سچی ہے، اس پر ایمان لانے میں کیوں گریز کرتے ہو؟

(بشکریہ کتاب خاتم النبیین قاطع قادیانیت مولفہ مصباح الدین)

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس پختون آباد

کراچی . . . یکم مارچ بروز پیر بعد نماز مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پختون آباد کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد عادل نے انجام دیے، قاری سعید اللہ ساجد کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا، جمعیت علماء اسلام کراچی کے راہنما فیض الحق نے پشتو زبان میں بیان کیا اور کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے، اس کا ہر حال میں تحفظ کیا جائے گا، آپ نے مجمع کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت پر بات کی اور کہا کہ مرزا غلام احمد نبی تو کیا شریف انسان بھی نہیں تھا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے آپؐ، انبیا کرامؑ، صحابہ کرامؓ، علمائے امت، قرآن مجید کی توہین کی۔ انہوں نے عوام الناس سے اپیل کی کہ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ مجلس کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ تمام سیرت نگاروں نے اپنے اپنے انداز میں پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر محبت وعقیدت سے کیا۔ سیرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے جس کو آپؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں واضح انداز میں بیان کیا اور ختم نبوت کے تحفظ اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسود عنسی کے خلاف آپؐ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کا انتخاب کیا۔ پروگرام کا انتظام کرنے والوں میں مولانا امداد اللہ، مولانا خلیل اللہ شمشیر، محمد اختر، قاری وہاب اللہ، موسیٰ خان، آصف طیب، قاری نذر الرحمٰن، ضیاء اللہ، نجیب اللہ، افضل خان اور استقبالیہ میں مولانا عارف اللہ شمشیر، قاری سعید اللہ شمشیر، تاج غوری، قاری محمد ظفر، قاری محمد حنیف، قاری فضل اللہ، محمد زیب، مولانا قاری عبید اللہ اور مولانا ضیاء الرحمٰن موجود تھے۔

حلقہ نارتھ کراچی وفیڈرل بی ایریا میں تربیتی ومشاورتی نشست

کراچی.. مولانا محمد احمد مدنی مہتمم جامعہ محمودیہ بفرزون کی زیر صدارت ۵/ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء جامع مسجد حبیبیہ سیکٹر ۱۰ نارتھ کراچی میں حلقہ نارتھ کراچی وفیڈرل بی ایریا کے علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کے لئے ایک مشاورتی اور تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ قاری بلال کی تلاوت کے بعد مولانا مفتی افضال الحق کلیانوی نے عقیدہ ختم نبوت پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ہم سب کو اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ٹھوس منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھنا ہے اور منکرین ختم نبوت کے دانت کھٹے کرنے ہیں، اس کے بعد مولانا محمد اعجاز نے مختصر بات کی۔ اجلاس کے اغراض ومقاصد مفتی ریاض احمد خان نے پیش کئے اور طے پایا کہ:

☆...... اجلاس میں علماء کرام کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے کوشش کی جائے۔

☆...... کارکنان جو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ رابطہ کریں۔

☆...... علاقہ کے علماء حضرات اس کام کو اپنے ذمہ سمجھتے ہوئے ان اجلاس کو منعقد کریں اور ترتیب بنائیں اور آپس میں رابطہ قائم کریں۔

☆...... اس مشاورتی نشست میں علماء کرام نے اپنی قیمتی آراء بھی بیان کیں۔

مولانا محمد احمد مدنی نے کہا کہ ختم نبوت کے موضوع پر کم از کم ایک جمعہ بیان ہونا چاہئے۔ مولانا حلیم الرحمٰن قریشی نے کہا کہ ہماری کسی پروگرام میں شرکت نہیں ہوئی، یہ ہمارا پہلا پروگرام ہے جس میں شریک ہوا ہوں ہر قربانی کے لئے حاضر ہوں۔ مولانا عبدالرشید نعمانی نے کہا کہ ہماری نوجوان نسل اس موضوع سے غافل ہے جس کا اثر ظاہر ہے، ہم اکابر کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔ قاری عبدالمجید نعمانی نے کہا کہ دنیا فتنوں کا شکار ہے نوجوان نشانہ ہیں، آگاہی کے پروگرام منعقد کئے جائیں عوام کو سیرت اور ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں روشناس کرایا جائے، اس کے علاوہ قادیانیوں کے عقائد وعزائم اور انکار حدیث کے فتنوں سے آگاہ کیا جائے۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل علماء کرام نے شرکت کی: مولانا محمد یٰسین، مولانا محمد احمد مدنی، قاری عبدالمجید نعمانی، مفتی افضال الحق کلیانوی، مفتی عبدالمتین، مولانا مختار داد خان، مولانا محمد انس، مولانا منور، مولانا اشفاق، مولانا حلیم الرحمٰن قریشی، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا سید محمد علی، مفتی عابد، مولانا عبدالغفور فاروقی، مولانا محمد اعجاز، مولانا محمد ابوبکر، مولانا ریاض الدین، مولانا ذاکر اللہ، مولانا عبدالعزیز، مفتی محمد نعمان، مولانا محمد نصیر، مولانا عادل شیراز، مولانا مفتی ریاض احمد خان، دوست واحباب سید عرفان علی، فیصل محمود، ایاز احمد، محمد ذیشان انصاری، محمد راشد ودیگر۔ آخر میں مولانا محمد احمد مدنی کی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے دعوتی وتبلیغی اسفار

ساہیوال (رپورٹ: قاری تنویر احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اپنی گوناگوں تنظیمی مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود ساہیوال، ہڑپہ اور چیچہ وطنی کے علاقہ جات کے لئے تبلیغی و دعوتی پروگراموں میں تشریف لائے۔ چیچہ وطنی شہر میں عالمی مجلس کے قدیمی میزبان حاجی محمد ایوب کے مکان پر رات کا قیام کیا۔ ہڑپہ جماعت کے تنظیمی نظم ونسق اور رفتار کار کا جائزہ لینے کے لئے ۱۰/ فروری کی صبح کو ہڑپہ شہر کا سفر کیا، محمد رمضان بھیلا کی رہائش گاہ واقع احمد بھیلا پر دیئے گئے ظہرانہ میں شرکت کی۔ بعدازاں دادوزہ بالا کی خانقاہ پر بھی حاضری ہوئی، جامع مسجد مولانا ولی محمد میں علماء کرام، طلبا اور کارکنان ختم نبوت سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ بعدازاں آپ ساہیوال تشریف لائے، جامعہ محمدیہ ۸۵/۶۔آر، کے سربراہ قاری عبدالجبار، مولانا محمد عمران اشرفی اور ان کے ہم فکر رفقاء نے استقبال کیا، جامعہ محمدیہ کی شمالی جانب کچھ فاصلے پر چوہدری عبدالغنی ایڈووکیٹ نے کلیم ٹاؤن کی بنیاد ڈالی ہے، ٹاؤن کی مسجد کی تعمیر وتولیت قاری عبدالجبار کے سپرد کی ہوئی ہے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد کو جامع مسجد خاتم النبیین کے نام سے منسوب کیا۔ تقریب سنگ بنیاد میں مفتی ذکاء اللہ، مولانا عبدالحکیم مبلغ ختم نبوت اور مولانا قاری عبدالستار سمیت متعدد مذہبی وسماجی اور علاقائی شخصیات اور جامعہ محمدیہ کے طلبا نے بھرپور شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما محمد اسلم بھٹی سے ان کے مکان پر والد گرامی محمد شریف خان مرحوم کی وفات پر تعزیت کی اور مرحوم کے لئے بلندی درجات پسماندگان اور سوگواران کے لئے صبر جمیل اور اجر جزیل کی دعا فرمائی۔ مفتی محمد ذکاؤ اللہ کے اصرار و دعوت پر بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبرؓ فرید ٹاؤن میں تقسیم اسناد کی تقریب سعید میں خطاب سے ممنون فرمایا، جامع مسجد سے ملحقہ دارالقرآن سے فارغ ہونے والے طلبا میں تعلیمی اسناد اور قرآن مجید کے نسخے تقسیم فرمائے تقریب میں شرکت وخطاب کے بعد چوہدری بشیر احمد کی طرف سے دیئے گئے عشائیے میں شریک ہوئے۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ میں رہا، صبح کا درس جامع مسجد محمدیہ میں ہوا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے راہنما قاری محمد اصغر عثمانی کے ہاں ناشتہ میں شرکت کی، عثمانی صاحب کے والدین اور بچوں کی فلاح دارین کے لئے پرخلوص دعاؤں سے نوازا، بعدازاں اقبال نگر میں ختم نبوت کے قدیمی کارکن حکیم حافظ خوشی محمد سے ملاقات ہوئی، کافی دیر تک اکابرین ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت کا بابرکت تذکرہ ہوتا رہا، ملاقات میں تبلیغی وتنظیمی امور پر بھی گفتگو ہوئی۔

مساجد کی طرز پر تعمیر شدہ قادیانی عبادت گاہوں کو مسمار کیا جائے

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) ناموس رسالت کا دفاع کرنا اقلیت واکثریت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ مہنگائی، بے روزگاری، امریکا نوازی، چور بازاری اور کرپشن جیسے قبیح اقدامات سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے متفقہ مسائل کو از سر نو بیانات جاری کرنے والوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے باور کراتے ہیں کہ گستاخ رسول اور اس کی پشت پناہی کرنے والوں سے کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے جامع مسجد فاروقیہ غازی آباد میں جمعۃ المبارک کے خطاب میں کیا، اس موقع پر مولانا ظہور احمد، مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی بھی موجود تھے، انہوں نے کہا کہ اب یورپی ممالک پر بھی قادیانی مفروضہ مظالم کی حقیقت منکشف ہوتی جارہی ہے۔ قادیانیت کی دجالی یلغار کو روکنے کے لئے مسلم قوم میں بیداری آرہی ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک بھر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کی صورت حال کو یقینی بنایا جائے، مساجد کی طرز پر تعمیر شدہ قادیانی عبادت گاہوں کو مسمار کیا جائے۔ کلیدی آسامیوں اور حساس پوسٹوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

مجلس کے ایک قدیمی کارکن کی رحلت

ساہیوال... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک قدیمی کارکن قاضی حاجی احسان احمد رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی راہنما حضرت مولانا قاضی اللہ یار خانؒ کے گاؤں چک ۱۱۲ سیون آر سے تھا۔ بعدازاں برکت ٹاؤن ساہیوال منتقل ہوگئے۔ مرحوم جمعیت علماء اسلام کے بھی کارکن تھے اور چیچہ وطنی میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے اولین مریدین میں شمار ہوتے تھے۔

تمام مسلمان محمد عربی ﷺ کی اطاعت واتباع کو توشۂ آخرت تصور کرتے ہیں

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا ہے کہ قادیانی عوام مرزا قادیانی کو ''مدار نجات'' قرار دے کر گمراہی وضلالت اختیار کررہے ہیں اور مرزا قادیانی کی ذات کو کلمہ طیبہ کا جزو ثانی سمجھ کر اعلانیہ گستاخی رسول کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اس کے برعکس تمام مسلمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کو توشۂ آخرت تصور کرتے ہوئے قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور گمراہ کن عزائم کو پُرامن ماحول میں طشت ازبام کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ یہاں جامع مسجد مدینہ فرید ٹاؤن میں جمعۃ المبارک کے عوامی اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا نور محمد، محمد آصف راجپوت اور محمد اسلم بھٹی کے علاوہ متعدد کارکن اجتماع میں شریک ہوئے۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی آئین کے باغی، اسٹیٹ اور منتخب پارلیمنٹ کے فیصلوں کو واضح طور پر سبوتاژ کررہے ہیں۔ حالانکہ قادیانی اپنے آپ کو آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیں اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کرنا ترک کردیں تو انہیں اقلیت کے حقوق دینے میں کوئی مسلمان بھی رکاوٹ نہیں بنتا۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں تمام حاضرین نے مشن ختم نبوت کو آگے بڑھانے کے عزم کو دہرایا۔

ختم نبوت کنونشن راولپنڈی واسلام آباد

زید حامد کی دھوکا بازیاں اور علمائے کرام کا ردِ عمل

اسلام آباد (رپورٹ: قاری عبدالوحید قاسمی) انگریز اور اس کے ایجنٹ اسلام اور پاکستان کے مقدس نام سے پاکستانی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ملعون قادیانی، یوسف علی کذاب اور یونس شیخ کے پیروکار زید حامد کو پاکستانی میڈیا کے ذریعے سامنے لائے ہیں اور ہر طرح کی بھرپور اس کی سپورٹ کی جارہی ہے اور کچھ نام نہاد مجاہدین کے روپ میں اس کے دست بازو بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کچھ آزاد خیال خواتین کے جھرمٹ میں زید حامد اور اس کے حواریوں نے پاکستان کے دارالحکومت میں ۳۱/ جنوری ۲۰۱۰ء کو کنونشن سینٹر اسلام آباد میں ''جاگو پاکستان'' کے نام پر اپنے الحادی پروگرام کا اعلان کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے ذمہ داروں کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس پروگرام کے دعوت نامے حاصل کئے گئے جو کہ انگریزی میں تھے، پھر دن رات ایک کرکے اسلام آباد و راولپنڈی کے میڈیا کے احباب اور علماء کرام سے رابطے کئے گئے اور یہ معلوم کرکے بے حد افسوس ہوا کہ میڈیا کی طرح علماء کرام بھی اس فتنہ یوسف علی کذاب اور زید حامد سے بے خبر تھے۔ زید حامد نے اسلام آباد کی یونیورسٹیوں اور کالجز کو ٹارگٹ بنایا ہوا ہے، لہٰذا یونیورسٹیوں اور کالجز کے طلبا سے بھی مکمل رابطے کئے گئے اور اس کے سابقہ کرتوتوں سے ان کو مطلع کردیا گیا۔ مولانا محمد طیب مبلغ ختم نبوت اسلام آباد نے دن رات ایک کرکے ایک اشتہار جو ''پرانا فتنہ نیا روپ، رہبر کے روپ میں راہزن، خلافت راشدہ کا نام نہاد علمبردار'' اور کثیر تعداد میں ہینڈ بل: ''کل کا زید زمان... آج کا زید حامد'' اور دوسری معلومات پر مبنی تھا، طلبا، علماء کرام، مدارس دینیہ اور یونیورسٹیوں، کالجز اور میڈیا کے ذمہ داروں تک پہنچانے کا انتظام کیا الحمدللہ! اس کا بہت فائدہ ہوا، مزید یہ کہ میڈیا کے ذریعہ اسلام آباد میں نیشنل پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا، جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد طیب، مولانا مفتی مجیب الرحمن، طلبا راہنما محمد طلحہ سعد نے پریس کانفرنس کے ذریعہ اس کے پس پردہ حقائق سے میڈیا کو تفصیلاً مطلع کیا اور کثیر تعداد میں پمفلٹ ''رہبر کے روپ میں راہزن'' بھی تقسیم کیا گیا اور اس پریس کانفرنس میں حکومت اور زید حامد سے کچھ مطالبات بھی کئے گئے تھے اور ایک درخواست کے ذریعہ قاری عبدالوحید قاسمی نے ڈی سی اسلام آباد سے مطالبہ کیا کہ اس کے پروگرام پر پابندی لگائی جائے اور تمام سرکاری وغیر سرکاری اداروں پر اس کے پروگرام اور داخلہ پر پابندی لگائی جائے۔ اس پریس کانفرنس کے بعد کالج اور یونیورسٹی کے کچھ طلبا نے زید حامد سے ملاقات کرکے اس کو اس صورت حال سے آگاہ بھی کیا اور سوالات بھی کئے جس کے جواب میں اس نے طلبا کو سوا گھنٹہ بریف کیا، جس کی ویڈیو بھی بنائی گئی اور حاصل کی گئی، جس میں اس نے ملعون یوسف کذاب کی پہلے سے بڑھ کر وکالت کی ہے جو ایک ثبوت ہے کہ وہ ابھی تک اس کے مشن کے لئے کوشاں ہے، اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔

۳۱/ جنوری ۲۰۱۰ء کے اسلام آباد کے پروگرام کے بعد دوسرا پروگرام الشفاء میڈیکل کی طرف سے پیراڈائز ہوٹل میں ہوا، جس میں اس کو بھی مدعو کیا گیا، پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں نے وہاں کی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اس کے مکروہ منصوبوں سے ان کو مطلع کیا اور اس پروگرام میں شریک دوسرے حضرات سے بھی رابطہ قائم کرکے صورت حال سے آگاہ کیا۔

مفتی کمال الدین سے مولانا محمد طاہر سلطان نے تفصیلی بات چیت کر کے ان کو اس کے پس پردہ سازشوں سے مطلع کیا اور ڈاکٹر اسرار احمد سے بھی مولانا محمد طاہر سلطان، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد طیب، قاری محمد یاسر قاسمی، مجاہد ختم نبوت محمد یاسر نے ملاقات کی اور اس حوالے سے تفصیلی بات چیت کی تو ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ عنقریب ہم اپنی جماعت کے اجلاس میں اس حوالے سے کوئی فیصلہ کریں گے۔

جامع الرشید گلزار قائد میں مولانا قاضی ہارون الرشید کے ہاں بھرپور اجلاس میں اس صورت حال پر غور کیا گیا اور وہاں ختم نبوت کانفرنس پر بھی بات چیت ہوئی اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قادیانیوں اور یوسف علی کذاب کے اس مرید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی، اسلام آباد کے ذمہ داروں نے فیصلہ کیا کہ ختم نبوت کنونشن کی اشد ضرورت ہے اور تمام علماء کرام کو اس کنونشن میں مدعو کیا جائے۔ تو یہ کنونشن جامع مسجد صدیق اکبر الہ آباد چوہڑ میں منعقد ہوا، جس میں راولپنڈی، اسلام آباد کے علماء کرام کی کثیر تعداد موجود تھی، کنونشن زیر صدارت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی منعقد ہوا اور کنونشن کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ کنونشن میں مولانا محمد طیب، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا پیر سیّد اظہار بخاری اور دوسرے علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ کنونشن میں خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت نے ارشاد فرمایا، جہاں جہاں اس ملعون کے اثرات ہوں بھرپور ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور عوام الناس کو اس فتنہ سے مطلع کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

چناب نگر میں
قادیانی خاندان کا قبول اسلام

چناب نگر ... مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۵/ فروری ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں غلام نبی اور اس کی اہلیہ کوثر پروین بنت شیر زماں بمع اپنے بیٹے محمد عدیل اور بیٹی مہوش پروین کے آئے اور مولانا غلام مصطفی صاحب (مبلغ ختم نبوت چناب نگر) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور مرزا قادیانی ملعون کی جھوٹی نبوت سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ دونوں میاں بیوی اور ان کی اولاد کو استقامت والی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سایۂ رحمت میں گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

جدید ایڈیشن

تذکرہ مجاہدین ختمِ نبوت

اور

قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفریں واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت و کشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ و مامون رکھا۔ ☆ دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہؓ کے لال کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خونِ دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ پیرانِ عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیّدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ و تابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیرانِ تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پسِ دیوار زنداں سنتِ یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غدارانِ ملت کی رازافشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

قیمت: 200 روپے

علماء، طلبا اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کے زیرِ اہتمام

عظیم الشان تاریخی ختمِ نبوۃ کانفرنس

4 اپریل 2010 اتوار

بعد نماز مغرب (انشاءاللہ)

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

بمقام

واپڈا گراؤنڈ بالمقابل سردار بیگم ہسپتال شہر سیالکوٹ

خواجہ خواجگان شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب

جناب پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب

محمد اسماعیل — عزیز الرحمن

حسان احمد — فقیر اللہ

احمد مصدق — محبوب الٰہی

ختمِ نبوۃ یوتھ فورس سیالکوٹ

تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی و سیاسی قائدین و دانشور حضرات خطاب فرمائینگے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سیالکوٹ

052
3257576
3554094
3553921

0333-8106835 - 0322-8621950